لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

ستمبر ۲۰۰۱ء — تبوک ۱۳۸۰ ہش

منہائم جرمنی میں جماعت احمدیہ کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد

۶۰ سے زائد ممالک کے ۴۸۶۰۰ افراد کی شمولیت۔ ملٹی نیشنل جلسہ گاہ میں جرمن، ترک، البانین اور روماز بانوں کے الگ الگ پروگرام۔

عالمی بیعت میں ۳۰۰ سے زائد اقوام کے ۸ کروڑ ۱۰ لاکھ ۶ ہزار ۷۲۱ افراد کی شمولیت۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ کے روح پرور ایمان افروز خطابات۔

جرمن بولنے والوں کے ساتھ مجلس سوال وجواب۔ ہزاروں افراد نے اپنے پیارے آقا کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل کیا۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی براہ راست تمام دنیا میں نشر کی گئی

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کے ۲۶ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد ۲۴ر تا ۲۶ر اگست مَیْ مارکیٹ منہائم میں ہوا جس میں ۶۰ سے زائد ممالک کے ۴۸۶۰۰ افراد نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ امسال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت جرمنی کی درخواست پر اسے انٹر نیشنل جلسہ کی حیثیت عطا فرمائی۔ یاد رہے کہ اس دفعہ برطانیہ میں Foot & Mouth کی وبائی بیماری کی وجہ سے انگلستان میں جلسہ کا انعقاد نہیں ہو سکا۔

جلسہ سالانہ کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے ہوا۔ اسی طرح آپ نے دوسرے اور تیسرے روز اپنے روح پرور خطابات سے نوازا۔ اس جلسہ کے لئے عزت مآب یوھانس راؤ صدر مملکت جمہوریہ جرمنی کی طرف سے خصوصی پیغام بھی موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی نیک خواہشات اور مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔ اسی طرح شہر منہائم (جہاں جلسہ کا انعقاد ہوا) کی انتظامیہ کے ۲۲ افراد کے وفد نے بھی شرکت کی۔ شہر کے میئر کی نمائندہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ گھانا کے وزیر داخلہ نے (جو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں) گھانا کے صدر مملکت کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس جلسہ میں بینن سے کنگ آف آلاڈا اور کنگ آف پوراکو اور ٹوگو کے بادشاہ کے علاوہ گھانا کے وزیر داخلہ اور کرغستان کے وزیر مذہبی امور جیسی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

اسی طرح ۶۰ سے زائد ممالک سے ۳۶۶ مرکزی نمائندگان نے جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ جرمنی کے علاوہ دوسرے ممالک سے آنے والے احباب کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مہمانان کی سہولت کے لئے ٹرانسپورٹ کے ہر طرح کے ذرائع سے استفادہ کیا گیا۔ فرانکفورٹ اور حان ائرپورٹس پر مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت احمدیہ کے الگ استقبالیہ کاؤنٹرز قائم کئے گئے تھے۔ جلسہ میں ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے متعدد نمائندگان نے شرکت کی اور خدا کے فضل سے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں کثرت سے جلسہ کے بارہ میں خبریں دی گئیں۔ اسی طرح جلسہ کی کارروائی ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست دکھائی گئی۔

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM**, INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

القرآن الحکیم

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾
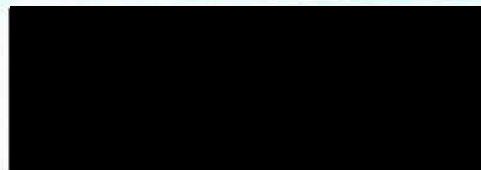
۱۱۱۔ یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تاکہ اس کے بدلہ میں اُنہیں جنت ملے۔ وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اُس کے ذمہ یہ پختہ وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں (بیان) ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ پس تم اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

۱۱۲۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (للہ) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے، اور بُری باتوں سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دیدے۔

فہرست مضامین

نگران: صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ
ایڈیٹر: سید شمشاد احمد ناصر

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپؐ نے اتار کر پھینک دی اور فرمایا کہ تم لوگ آگ کا انگارہ ہاتھ میں پہنتے ہو' جب وہاں سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آگے چلے گئے۔ تو کسی نے اس شخص کو کہا تو اپنی انگوٹھی اٹھالے اور بیچ کر قیمت استعمال کر لے' اس نے کہا خدا کی قسم میں وہ چیز جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے پھینک دیا ہو کبھی بھی نہیں لے سکتا۔ (مسلم)

عبادؓ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نے بیعت کے وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اقرار کیا کہ ہم حاکم وقت کی بات سنیں گے خواہ تنگی ہو' خواہ آسانی ہو' خواہ وہ ہم کو پسند ہو خواہ ناپسند' اور خواہ ہمارے حقوق دبائے جائیں' اور یہ کہ ہم حکومت والوں سے ان کی حکومت چھیننے کی کوشش نہ کریں گے۔ مگر یہ کہ کھلم کھلا کفر ہو' اور یہ کہ ہم حق کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ (بخاری)

عائشہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اردگرد کے گاؤں کے رہنے والے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس آئے۔ اور کہا کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو پیار کیا کرتے ہیں۔ تو صحابہؓ نے کہا کہ ہاں انہوں نے کہا کہ ہم تو اپنے بچوں کو پیار نہیں کرتے۔ اس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے دل میں رحم و شفقت نہ ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (بخاری)

ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی شخص کو کسی نیک کام پر آگاہ کیا۔ اور پھر وہ شخص وہ نیکی کا کام بجا لایا۔ تو اس بتانے والے کو بھی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ (مسلم)

ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ لوگ کسی کو ظلم کرتے دیکھیں پھر اس کا ہاتھ نہ روکیں تو اللہ کا عذاب ان پر بھی آوے گا۔ (ترمذی)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو لوگو میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں' اور تم لوگ جھگڑا لے کر میرے پاس آتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک شخص زیادہ چرب زبان ہو اور میں اس کی تقریر سن کر اس کو کسی دوسرے کا حق دلا دوں۔ تو یاد رکھو کہ وہ حق اس کے حق میں ایک آگ کا انگارہ ہے۔ (بخاری)

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' مسلمانوں کی آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھنے اور ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے مہربانی کرنے کی مثال انسان کا جسم ہے کہ اگر ایک عضو بھی تکلیف میں ہو تو سارے عضو مل کر تکلیف پاتے ہیں اور سب بے خواب ہو جاتے ہیں اور بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے

دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے

''ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے۔ دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے...... ایک دفعہ میرے دانت کو سخت درد شروع ہو گیا۔ میں نے لوگوں سے ذکر کیا تو اکثر نے صلاح دی کہ اس کو نکلوا دینا بہتر ہے۔ میں نے نکلوانا پسند نہ کیا اور دعا کی طرف رجوع کیا تو الہام ہوا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ اس کے ساتھ ہی مرض کو بالکل آرام ہو گیا۔ اس بات کو تقریباً 15 سال ہو گئے ہیں۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے ایمان کے موافق اسباب سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جس قدر ایمان کامل ہوتا ہے اسی قدر اسباب سے نفرت ہوتی جاتی ہے''۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 51-52)

رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہو۔

نکاح کے واسطے طیبات کو تلاش کرنا چاہئے۔ اسلام میں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے

رشتہ ناطہ کے تعلق میں درپیش مختلف مسائل و مشکلات کا تذکرہ اور قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹؍ جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۹؍ صلح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾۔ (سورۃ الروم آیت ۲۲)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں، بہت سے نشانات ہیں۔

پھر شادی سے پہلے اور شادی کے دوران اور اس کے بعد یہ دعا کرتے رہنا بڑا ضروری ہے:
﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ یہ دعا شادی کے بعد بھی ضروری ہے بلکہ پہلے بھی اور اگر ان جوڑوں میں سے کوئی فوت ہو جائے اس کے بعد بھی اولاد تو بہر حال رہتی ہے اس لئے مسلسل ہمیشہ باقاعدگی سے شادی شدہ جوڑوں کو شادی سے پہلے، دوران اور بعد میں یعنی کسی ایک کی وفات کے بعد بھی یہ دعا جاری رکھنی چاہئے۔

اس ضمن میں چند احادیث میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی عورت سے چار اسباب کی بنا پر شادی کی جاتی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا وہی بات حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ ان چاروں باتوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت یہ ہے "لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے"۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس ایک عورت کی شادی کا پیغام آیا ہے جو اچھے خاندان اور مرتبہ والی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا میں اُس سے شادی کرلوں۔ اب اس کے خاندان اور مرتبہ کی خاطر اس نے اس سے شادی کا فیصلہ کیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'نہیں' ۔ دوبارہ پوچھنے آیا تو پھر منع فرمادیا۔ تیسری مرتبہ پھر اجازت لینے کے لئے آیا تو آپؐ نے روک دیا اور فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی اور بہت محبت کرنے والی ہو۔ میں تمہاری وجہ سے کثرت حاصل کرنے والا ہوں۔

اب شادی سے پہلے کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ کوئی عورت بہت بچے پیدا کرنے والی ہو گی۔ اس کی خاندانی روایات پر نگاہ رکھی جاتی ہے۔ اگر ماں اور باپ اچھے بچوں والے ہوں تو لازماً ان کی بیٹی بھی پھر اچھے بچوں والی ہو گی اور جہاں تک اس کی محبت کا تعلق ہے وہ پوچھ گچھ سے، تحقیق سے پتہ چل سکتا ہے کہ محبت والی طبیعت ہے کہ نہیں۔

ایک حدیث ہے سنن نسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ساری کی ساری فائدہ والی چیز ہے اور دنیا کی بہترین فائدہ والی چیز نیک عورت ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے ابوداؤد کتاب النکاح سے لی گئی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب کسی عورت سے رشتہ طے کرنا چاہے تو وہ ہو سکے تو پہلے اس کے بارہ میں تحقیق کر لے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے رشتہ کرنا چاہا تو میں نے پہلے پوشیدہ طور پر اس کے بارہ میں معلومات حاصل کرلیں اور پھر اس سے شادی کی۔ پس پوشیدہ طور پر جماعت کے ذریعہ یا اور اپنے ذرائع سے بچی کے متعلق تحقیق ضرور کرلینی چاہئے کہ کس قسم کی ہے۔

ایک روایت ترمذی سے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لی گئی ہے۔ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا 'اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے'۔ یہی ہمارا رواج ہے اور پردہ اپنی جگہ ہے۔ لیکن ماں باپ کی موجودگی میں ہونے والے رشتہ یا رشتہ کے خواہشمند لڑکے کو ماں باپ اپنی موجودگی میں مثلاً کھانے پر بلا سکتے ہیں اور وہاں وہ جس لڑکی سے شادی کرنا مقصود ہو اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لے اس میں کوئی گناہ نہیں اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے۔ اسی طرح بعض لوگ تصویریں بھی منگواتے ہیں لیکن تصویر سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ لڑکا ایک دفعہ خود لڑکی کے ماں باپ کی موجودگی میں اس کو دیکھ لے۔

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے والد نے اس کی شادی کی ہے اور وہ شادی اسے ناپسند ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو قائم رکھے اگر چاہے تو اس کو ردّ کر دے۔

اب ہماری جماعت میں بھی خدا کے فضل سے یہی دستور ہے۔ اگر کوئی لڑکی مجھے شکایت کرے کہ میں فلاں جگہ رشتہ نہیں چاہتی اور میرے ماں باپ نے زبردستی کر دی ہے تو میں اصلاح وارشاد کے سپرد کرتا ہوں کہ خود جا کر تحقیق کریں۔ اگر ماں باپ کی غلطی ہے تو لڑکی کو اس نکاح سے آزاد کروایا جائے اور اگر لڑکی کی اپنی غلطی ہو تو اس کو سمجھا دیا جائے اور جتنے معاملات میں بھی میں نے یہ قدم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہیں بھی ناکام نہیں ہوا، ہر جگہ یا بچی سمجھ گئی یا والدین سمجھ گئے۔

ایک روایت بخاری کتاب النکاح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کنواری لڑکی تو شرماتی ہے وہ کیسے ہاں کرے گی۔ فرمایا اس کی خاموشی اس کی رضامندی ہے۔ اگر پوچھنے پر لڑکی چپ رہے تو یہی اس کی رضامندی سمجھی جائے۔

دوسری قوم میں لڑکی دینا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ یعنی تم میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ نیک ہو۔

غیر سیّد کا سیّد زادی سے نکاح کرنا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی شادی، آپ مغل تھے، سیدوں میں ہوئی اور سیدوں کے بہت اعلیٰ گھرانہ میں ہوئی۔ یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ غیر سید کو سیدانی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ نے نکاح کے واسطے جو محرمات بیان کی ہیں ان میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ مومن کے واسطے سید زادی حرام ہے۔ علاوہ ازیں نکاح کے واسطے طیّبات کو تلاش کرنا چاہئے اور اس لحاظ سے سید زادی کا ہونا بشرطیکہ تقویٰ اور طہارت کے لوازمات اس میں ہوں افضل ہے"۔

ایک دوست کا سوال پیش ہوا غیر کفو میں نکاح۔ یہ کفو کا مسئلہ بھی کافی پیچیدہ ہے اور خوب غور سے سمجھنا چاہئے۔ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کو ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اب یہ دو شرطیں ہو گئی ہیں۔ غیر لڑکے سے جو خاندان سے باہر ہے وہ کفو ہے اور ایک کفو کا رشتہ اپنے گھر میں بھی موجود ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر حسب مراد رشتہ ملے تو کفو میں کرنا چاہئے"۔ یعنی اپنے ہی کفو میں ہو تو بہتر ہے۔ بہ نسبت غیر کفو کے۔ "لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے"۔

اب ہمارے ہاں بھی یہ رواج ہو گیا ہے کہ بیوہ عورت ساری عمر بیٹھی رہے اور شادی نہ کرے یہ آنحضرت ﷺ کی سنت اور ارشادات کے خلاف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسے کوئی بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کی لعن طعن سے نہ ڈرے"۔

ملفوظات میں یہ عبارت درج ہے۔ سوال پیش ہوا کہ ایک لڑکی احمدی ہے جس کے والدین غیر احمدی ہیں۔ والدین اس کی ایک غیر احمدی سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی ایک احمدی کے ساتھ کرنا چاہتی تھی۔ والدین نے اصرار کیا۔ عمر اس کی اسی اختلاف میں بائیس سال تک پہنچ گئی۔ اب آج کل تو تیس، پینتیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں مگر اس وقت اندازہ کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا گیا کہ اتنی بڑی ہو گئی کہ اس کی عمر بائیس سال تک پہنچ گئی۔ لڑکی نے تنگ آکر والدین کی اجازت کے بغیر ایک احمدی سے نکاح کر لیا۔ نکاح جائز یا ناجائز۔ حضور نے فرمایا "نکاح جائز ہوا"۔ ایسی صورت میں احمدی ولی بن جاتا ہے، امیر جماعت ہو یا خلیفہ وقت کی طرف سے مقرر کردہ کوئی ولی بن جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

برائے رشتہ بعض تجاویز میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بیوگان اور مطلقہ خواتین جو جوان ہیں ان کو دوبارہ رشتہ کی توجہ دلائی جائے۔ مطلقہ اگر جوان نہ رہے، بوڑھی ہو چکی ہو تو پھر اس پہ دوبارہ شادی کرنا فرض نہیں ہے۔ باہر رشتہ کرنے کے خواہشمند لڑکوں کو اعلیٰ فنی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے خصوصاً کمپیوٹر کی تعلیم ایم ایس سی یا بی ایس سی وغیرہ معیار کی ہو۔

اب جب سے میں نے رشتہ ناطہ پر زور دیا ہے میرے سامنے یہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں اس سے پہلے تو میں ہرگز جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں ten foot pole سے بھی نہ پکڑوں کسی رشتہ کو، میں ہرگز رشتہ ناطہ کے بارہ میں کوئی مشورہ نہیں دیا کرتا تھا مگر جب سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے اس وقت سے میں دوبارہ دخل دے رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ رشتہ ناطہ کے مسائل بہت گھمبیر ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک رجسٹر خود اپنی تحویل میں رکھا ہوا تھا اور رشتے ناطے لڑکوں اور لڑکیوں کے اس سے دیکھ کر خود تجویز کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے اس سنت کو بھی جاری کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خاطر میں نے دوبارہ رشتہ ناطہ میں کام شروع کر دیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ کام تو اس کے کہنے سے ہے اور کروا خود ہی رہا ہے اور جو رشتے بھی اللہ اس دوران کروا رہا ہے بہت اچھے ہو رہے ہیں اور بعض بالکل بظاہر ناممکن رشتے تھے بڑی عمر کی ہو چکی تھیں یا بڑی عمر کا لڑکا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہو گئے۔

لیکن بیرون ملک مقیم لڑکیوں کو پاکستان سے مناسب رشتے مل سکتے ہیں اگر وہ اپنے معیار کو زیادہ اونچا نہ بنائیں تو وہ ہیں ان کی شادی وقت کے اوپر اچھی جگہ ہو سکتی ہے۔ میرے اس بیان کو غلط سمجھنے کے نتیجہ میں مشکل یہ پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ سب وہاں سے لڑکیوں اور لڑکوں کے کوائف بھیج رہے ہیں۔ لڑکے کے متعلق لکھتے ہیں کہ دسویں پاس ہے یا ایف اے ہے یا بارھویں فیل کہتے ہیں اور لڑکا بہت اچھا ہے اور بڑا خوبصورت ہے۔ اب آپ نے کہہ دیا ہے فوراً اس کا رشتہ باہر کروا دیں۔ اسی طرح لڑکیوں کا حال ہے۔ تو میں نے کب کہا تھا کہ ہر ایک کا انگلستان میں رشتہ کراؤں گا۔ یہ بالکل غلط فہمی ہے میں نے ہرگز کبھی یہ نہیں کہا۔ پاکستان میں رشتہ ناطہ کا نظام بہت بہتر بنا دیا گیا ہے اور اس وقت غالباً حافظ مظفر بھی اس کام پر بہت اچھا کام کر رہے ہیں رشتہ ناطہ کا شعبہ بھی ہے۔ تو زیادہ لمبی خواہشیں نہ کیا کریں۔ زیادہ اونچے معیار نہ دیکھیں۔ بچی کو وقت پر رخصت کرنا اس کے لئے بہتر ہے ورنہ اس کی زندگی خراب ہو گی اور اس کے ذمہ دار ماں باپ ہوں گے۔

امراء کو چاہئے کہ ذیلی تنظیموں انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ وغیرہ کے ذریعہ بھی رشتہ ناطہ کے کام میں کوشش کریں۔

اب رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں جو مسائل مجھے درپیش ہیں اس میں ایک تو یہ کہ احباب لڑکوں کے کوائف نہیں بھیجتے جبکہ لڑکیوں کے کوائف دے دیتے ہیں۔ لڑکوں کے اپنی مرضی سے اور لڑکیاں میرے ذمہ۔ یہ تو انصاف کی بات نہیں ہے۔ اپنے لڑکوں کے بھی کوائف دیا کریں اور لڑکیوں کے بھی دیا کریں اور اس سلسلہ میں مجھے سہولت بھی ہو جائے گی ان کے رشتے تلاش کرنے میں۔

لڑکوں کے والدین ان کی شادی کی پروا نہیں کرتے جبکہ لڑکا شادی کی عمر کو پہنچ کر اپنے پاؤں پر کھڑا بھی ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ دیر کرتے رہتے ہیں کہ لڑکے کا کیا ہے۔ لڑکے کا کیوں نہیں ہے، لڑکے کی بھی جلدی شادی ہونی چاہئے۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر شادیاں جلدی کروائی جائیں تو لڑکا بھی دیر تک جوان رہتا ہے اور لڑکی بھی دیر تک جوان رہتی ہے۔

اب لڑکے کے باہر جانے کے شوق میں بیرونی رشتے طلب کرتے ہیں۔ وہ میں نے بیان کر ہی دیا ہے کہ لڑکے کے کوائف ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی بیرونی لڑکی اس کو قبول کر ہی نہیں سکتی۔ یہاں بھی ملاقاتوں کے دوران مجھے ایسے لڑکے ملتے ہیں جو دبی زبان سے یہاں شادی کے خواہشمند ہیں تو اس پہ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ وہ ٹیکسی چلاتے ہیں۔ میں نے تو خود بھی اس کو ایک معزز پیشہ قرار دیا ہے، ہاتھ کی کمائی ہے جائز ہے، ایمانداری کی بات ہے۔ مگر اگر تعلیم بھی نہ ہو، دسویں بارھویں فیل اور پھر یہاں تقاضا کریں کسی لڑکی سے تو یہاں کی لڑکیاں بے تعلیم لڑکوں سے شادی کرنا ہرگز پسند نہیں کرتیں اور پھر جب ان کا گھر بار بھی کوئی نہ ہو تو آخر انہوں نے اپنی سہولت بھی تو دیکھنی ہے، اسی کا نام کفو ہے۔ وہ اگر اچھے حالات میں پلی بڑھی ہیں تو لڑکا بھی کچھ ایسا ہونا چاہئے جو ان کے کفو کے مطابق ہو۔

اسی طرح یہ بھی مصیبت ہے کہ بیرون ملک رہنے والے لڑکے بعض اپنی مصلحتوں کی خاطر پاکستان میں شادی کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ ٹیکس کی خاطر، بعض دفعہ اپنے ماں باپ کی خدمت کروانے

کی خاطر اور پھر لڑکی کو دھوکہ دے کر اس کو شادی کے بعد بلاتے نہیں اور ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں۔ ایسے بہت سے کیس میرے سامنے آئے ہیں بکثرت ایسا ہو رہا ہے۔ جرمنی میں بھی بہت سے کیس ایسے ہیں اور دوسرے ممالک کے بھی لیکن جرمنی کے بہت زیادہ ہیں۔ تو امیر جماعت کو چاہئے کہ ایسے لڑکوں کا پتہ کر کے امور عامہ کے ذریعہ ان کو پکڑیں اور نصیحت کریں۔ اگر انہوں نے دھوکہ بازی میں شادی کی ہے تو یہ قولِ سدید کے خلاف ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کا جماعت سے اخراج ہو سکتا ہے۔

ہاں لڑکے جو غیر از جماعت میں شادی کر لیتے ہیں خود ہی اس سے نقصان ایک یہ بھی ہے کہ احمدی لڑکیاں بے چاری کہاں جائیں گی۔ غیر از جماعت لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے اس پہ ان پر تعزیر کوئی نہیں مگر جو غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں ان کو دو نقصان ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنی اولاد کی طرف نظر نہیں رکھتے۔ غیر احمدی لڑکی سے غیر مسلم لڑکی سے شادی کی جائے تو شادی تو جائز ہو گی مگر اولاد تباہ ہو جاتی ہے۔ اور ایک اور ظلم یہ بھی کرتے ہیں کہ بعض لڑکیاں غیر احمدیوں سے شادی کرتی ہیں۔ پاکستان سے بکثرت ایسی اطلاعیں مل رہی ہیں اور وہ اپنی خاطر شادی کر کے تو ماں باپ کے لئے مصیبت کھڑی کر دیتی ہیں۔ بعض ماں باپ بیچ میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کو تو سارے خاندان کو ہی مقاطعہ تو نہیں مگر آج کل اخراج کی سزا دی جاتی ہے۔ مگر اکثر دیکھا ہے کہ لڑکیاں پھر روتی پیٹتی ضرور گھر واپس آیا کرتی ہیں۔ شاید ہی کوئی شادی ایسی ہو جو کامیاب ہو اور کامیاب کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں بھی ذلیل اور آخری دنیا میں بھی۔ لیکن جو ناکام ہوتی ہیں کم سے کم وہ لڑکیاں آخر گھر آ کے روتے پیٹتے اپنا دینی مستقبل تو سنوار لیتی ہیں۔

بعض لڑکیاں ایسی ہیں کہ جو غیر مسلموں میں بھی شادی کر لیتی ہیں۔ اب میرے علم میں ایسے معاملات ہیں کہ کسی نے سکھ سے شادی کر لی، کسی نے دہریہ سے شادی کر لی، کسی نے شادی کی ہندو سے جس کے گھر میں بت پرستی تھی اور بت رکھے ہوئے تھے۔ تو ایسی لڑکی کا تو پھر کوئی مستقبل نہیں اور میرے علم میں ہے کہ وہ بہت ہی ناکام موت مرتی ہیں۔ دکھوں کی موت خود بھی مرتی ہیں اور خاوند بھی ایک بہت ہی دردناک موت مرتا ہے۔ مگر یہ واقعات پرانے ہو چکے ہیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔

مگر ایک بات جو میں اس سلسلہ میں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ایک لڑکی ایک غیر احمدی لڑکے کے ساتھ خراب ہو جائے، مکفر مکذّب کے ساتھ بھاگ جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی بہنیں اگر نیک ہیں تو ان سے بھی شادی نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ ہمارے ہاں در پیش ہے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ اگر سارا خاندان ہی گندا ہو تو صاف پتہ چل جاتا ہے ہر گز وہاں شادی نہ کریں لیکن اگر ماں باپ پاک ہوں اور ان کی بیٹیاں پاک ہوں اور کوئی ایک بیٹی خراب ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے باقی پاکیزہ بہن بھائیوں سے شادی نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور زیادتی ہے۔ اور قرآن کریم کے اس ارشاد کے خلاف کہ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

بعض دفعہ ماں باپ بہت نیک ہوتے ہیں اور ان کی اولاد خراب ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ بیوی کی وجہ سے بعض دفعہ کسی اور وجہ سے، بعض دفعہ ماں اور باپ دونوں نیک ہوتے ہیں۔ انبیاء کی بیویاں بھی تو قرآن کریم میں خراب بتائی گئی ہیں، انبیاء کے لڑکے بھی تو خراب بتائے گئے ہیں۔ تو انبیاء سے بہتر کوئی اپنے بچوں کی کیسے تربیت کر سکتا ہے لیکن جن بچوں کی اچھی تربیت ہو اور وہ نیک اور پاکباز ہوں کسی بد تربیت والے یا تربیت اچھی ہو مگر اس نے اسے قبول نہ کیا ہو، اس کی بیباکی اور بے حیائی کی وجہ سے ان نیک بچیوں کو رشتوں سے محروم کر دینا یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو گا۔

اب آج کل بیرون ملک شادی کے لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کر دیا ہے کہ بہت خواہش ہے۔ مجھے حوالے شادی کے دیتے ہیں کہ آپ نے یہ کہا تھا، یہ کہا تھا کہ ہماری لڑکی اور لڑکے کو فوراً باہر بلا لیں۔ یہ باہر بلانے کا میں نے کبھی نہیں کہا تھا۔ مجھے تو یاد نہیں۔ ہاں جو ایسے لڑکے ہوں جو اچھے کوائف رکھتے ہوں ان کو باہر بھی بلایا جا سکتا ہے اور یہاں بھی لڑکیوں کی شادی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں، یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اور روزگار کے سلسلہ میں کوشش کرنا رشتوں سے منسلک نہیں ہے۔ یہ ہمارا ایک الگ محکمہ ہے، امور عامہ ہے اور بہت سے شعبے ہیں ان کے ذریعہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ جن کے پاس کام نہیں ہے ان کو کام دلوا دیا جائے اور بعض دفعہ شادی کے نتیجہ میں بھی یہ واقعہ ہو جاتا ہے اور ان کو آپس میں گڈمڈ نہ کریں۔ جو کام کی تلاش ہے وہ الگ بات ہے اور جو باہر کام کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ایسی فیلڈ میں کام اچھا سیکھیں۔ مثلاً کمپیوٹر ہے جس کے ذریعہ ان کو یہاں باہر اچھی نوکری مل سکتی ہے۔ اگر ایسا ممکن ہو تو یقیناً ان کے لئے یہاں سے اچھی لڑکی بھی تلاش کی جا سکتی ہے۔

بعض والدین اپنی بچیوں کی عمریں برباد کر دیتے ہیں کہ چھوٹی ہے جی اور بعض ان سے کام لیتے ہیں اس لئے کہ چھوٹے بچوں کی تربیت، ان کے تعلیمی اخراجات پورے کئے جا سکیں۔ یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے کہ کسی بڑی لڑکی بے چاری کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔ بعض بہنوں نے مجھے خط لکھا ہے اپنی بڑی بہن کے متعلق کہ ہمارے ماں باپ نے اس بے چاری پہ یہ ظلم کیا ہے کہ ہماری خاطر اس سے سارا کام لیا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ تھی اور اب بھی رشتہ آیا ہوا ہے اور وہ نہیں کر رہے۔ میں نے بڑی سختی سے ان کو ہدایت کی ہے۔ آگے وہ مانیں نہ مانیں خدا تعالیٰ کو جوابدہ ہوں گے۔ لیکن ایک اچھا رشتہ آیا ہوا ہے تو فوراً اس کی شادی کر دیں۔

اسی طرح بعض لوگ اپنے معیار سے اونچا چاہتے ہیں۔ بعض لڑکیاں بڑی ہو رہی ہیں اور معیار سے اونچے رشتے کی تمنا میں بیٹھی رہتی ہیں۔ اپنا معیار بھی تو دیکھیں کیا ہے۔ اسی کے برابر رشتہ بھی قبول کریں۔ اور بعض جگہ یہ ظلم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ولی تو باپ کو بنایا ہے لیکن ماں وہاں باپ کے اوپر سوار ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی اپنی ماں کی طرفداری کر رہی ہیں اور ایسی لڑکیاں سوائے اس کے کہ گھر بیٹھی بڈھی (بوڑھی) ہو جائیں اور ان کا کیا علاج کیا جائے۔ اونچے معیار بنائے ہوئے ہیں۔ آخر اگلے نے بھی تو معیار دیکھنا ہے۔ جس نے لڑکی ڈھونڈنی ہے وہ بھی تو کوئی معیار چاہتا ہے۔ تو یکطرفہ معیار کا جو اونچے معیار کا مطالبہ ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ ہماری شادی کے رشتوں میں بہت بڑی ایک لعنت ہے اس کو ختم کرنا چاہئے۔ اور ولی خدا نے ماں کو نہیں بنایا۔ ولی باپ کو بنایا ہے اس لئے باپ جہاں شادی کرنا چاہتا ہے ماں کو چاہئے وہ ہر گز دخل اندازی نہ کرے اور اپنی بیٹیوں کو بھی سمجھائے کہ باپ آخر تمہارا دشمن نہیں، خدا نے اس کو ولی مقرر کیا ہے، جس جگہ بھی وہ چاہتا ہے وہاں شادی کر لو ورنہ گھر میں بیٹھی بیٹھی بڈھی ہو جاؤ گی اور کوئی تمہیں نہیں پوچھے گا۔

یہ مختصر رشتہ ناطہ سے متعلق ہدایات تھیں جو میں سمجھتا تھا اس زمانہ میں بڑی ضروری ہیں کیونکہ اللہ کے حکم کے تابع میں رشتہ ناطہ کا انتظام کر رہا ہوں اور یہ ساری دقتیں مجھے در پیش ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ احباب جماعت پورا پورا تعاون فرمائیں گے اور اللہ کے فضل کے ساتھ جماعت کے رشتوں کے مسائل بڑی تیزی سے حل ہوں گے۔

ضمناً میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ رشتوں کے کام سارے اللہ خود ہی کر رہا ہے۔ اس کثرت سے بظاہر غیر ممکن رشتے ہو رہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جو میں مثال دیا کرتا ہوں کہ ایک انسان بعض دفعہ اپنے بچے کو بوجھل چیز اٹھانے کے لئے کہتا ہے اور اس طرح سے خود ہاتھ ڈال کے اس بوجھل چیز کو اٹھا رہا ہوتا ہے میرے اللہ کا بھی یہی سلوک ہے۔ کام سارے خود بناتا ہے اور بظاہر حکم مجھے ہے تم کرو۔

رحمان کے بندے وہی ہیں جو زمین میں سکینت، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں

قرآن مجید نے جس زمانے میں حَکَم کے طور پر کام کرنا تھا اس زمانے کی ساری ضرورتیں اس میں بیان کر دی گئی ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تمام دنیا میں امر کی فوقیت عطا کی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۷؍جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۷؍وفا ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله- .

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے متعلق مضمون جاری تھا اور شاید اگلے ہفتہ بھی اسی مضمون پر دوبارہ گفتگو ہو گی۔ اس وقت جو میرے سامنے آیت ہے وہ سورۃ الفرقان کی ۶۱ ویں آیت ہے ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا﴾ جب ان سے کہا جائے کہ رحمان خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ تو وہ کہتے ہیں رحمان کیا چیز ہے ﴿اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا﴾ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے اور ان کو سوائے نفرت کے کسی چیز میں نہیں بڑھایا۔ یعنی ان کو نفرت اور بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو، اللہ کو کیوں نہیں فرمایا۔ رحمان اس لئے فرمایا کہ رحمان حد سے زیادہ مغفرت کرنے والا ہے، بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔ اس لئے اگر تم اپنی غلطیوں اور ظلموں کے باوجود رحمان کو سجدہ کرو گے تو تمہاری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرمائے گا۔ لیکن انہوں نے جو یہ حقارت سے کہا ہے ﴿وَمَا الرَّحْمٰنُ﴾ اس کے متعلق مفسرین نے مختلف وجوہات لکھی ہیں لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ یہ لفظ حقارت کے لئے ہے کہ رحمان ہے کیا چیز، کیا ہوتا ہے رحمان۔ اور اس چیز نے ان کو نفرت کے سوا کسی چیز نے نہیں بڑھایا۔

حضرت علامہ فخرالدین رازی صاحب اس تفسیر میں بہت کچھ لکھتے ہیں مگر ایک اقتباس مَیں نے آپ کا چنا ہے۔ حضرت علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک سابقہ اور دوسری وہ جو آئندہ ملے گی۔ سابقہ کے ساتھ اس نے مخلوق کو پیدا کیا، یعنی کوئی بھی مانگنے والا نہیں تھا تو اس وقت اس نے عطا کیا اور ان کی آئندہ کی ساری ضرورتیں ان کو وقتاً فوقتاً تدریجاً عطا فرماتا چلا گیا۔ اور آئندہ کے لئے اس نے مخلوق کو پیدا کرنے کے لئے رزق اور ذہانت عطا کی۔ پس اللہ تعالیٰ گزشتہ رحمت کو مدنظر رکھتے ہوئے رحمٰن ہے اور آئندہ ملنے والی رحمت کو مدنظر رکھتے ہوئے رحیم ہے جو خدا تعالیٰ کی رحمانیت کو ہمیشہ کے لئے بار بار جاری کرنے والی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے یا رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَرَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اے دنیا کے رحمان اور آخرت کے رحیم۔ اب دنیا کے رحمٰن سے مراد یہ ہے کہ ساری کائنات اور مخلوقات جو کچھ بھی ہیں جاندار ہوں، حیوان ہوں، انسان ہوں وہ سب رحمان کی رحمانیت سے استفادہ کر رہے ہیں اور رَحِيْمُ الْاٰخِرَة اس لئے کہ رحیم میں محنت اور محنت کا پھل پانے کا ذکر ہے۔ پس جو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور بار بار جھکے گا اور اس کے حضور محنت کرے گا وہ رحیمیت کا اجر پائے گا۔ تو حضرت امام رازی کے نزدیک یہ جائز نہ ہو گا کہ کسی کو رحمان کہا جائے یعنی رحمان سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔

پھر فرماتے ہیں "جب صالح لوگ اپنی بشری طاقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو اپناتے ہیں اور بھوکے کو کھانا کھلاتے ہیں اور ننگے کو کپڑے پہناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی آئندہ رحمت سے حصہ پاتے ہیں۔ آئندہ رحمت یعنی اس کی جزا جو ملے گی آئندہ اُن کو جس سے رزق اور اعانت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کا مطلب ہے کہ اس دنیا میں بھی ان کو خدا کے بھوکے بندوں کو کھانا کھلانے اور ننگے بندوں کو کپڑا پہنانے کے نتیجہ میں دنیا میں بھی بکثرت رزق عطا کیا جاتا ہے اور یہ ہمارا تجربہ ہے اس میں قطعاً ایک ذرہ بھی کوئی ماضی کی بات پر ایمان لانے والی بات نہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا جاری سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ جو خدا کی خاطر قربانی کرتے ہیں اور غریبوں کے اوپر خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بہت برکت ڈالتا ہے اور ان کے اعمال کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کے نزدیک اس تشریح کے ساتھ ایسے صالح لوگوں کو جو خدا کی رحیمیت کا مظہر بنتے ہیں رحیم کہنا جائز ہو گا۔

اب سورۃ الفرقان کی ۶۴ ویں آیت ہے ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔

اب رحمان کا فروتنی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تشریح میں فرماتے ہیں "یعنی کسی دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر انسان ہونا اور صلحکاری کے ساتھ زندگی بسر کرنا"۔ یہ رحمانیت کی صفت کے تابع ہے۔ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچانا، ہر ایک کو علم ہو کہ مجھے اس شخص سے نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تابع ہر شجر و حجر پر رحم کرنے والا ہے۔ پس رحمانیت کی اس صفت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ صلح کاری منسوب ہوتی ہے اور اسلام کا بھی یہی معنی ہے کہ وہ دوسرے کو سلامتی کا پیغام دیتے ہیں کیونکہ رحمان کی طرف سے غضب کا پیغام نہیں ہو سکتا سوائے چند شرطوں کے بعد۔ آخری ترجمہ یہ ہے "خدا کے نیک بندے صلحکاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں"۔ (تقریر جلسہ مذاہب صفحہ ۴۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"رحمٰن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہیں جو زمین میں سکینت، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل ان سے الجھیں تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں نہ بدی وایذاء ہو اور نہ جہل و نادانی"۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۱۲)

اب رحمانیت کے لفظ کے اندر اس تفسیر کی رو سے ایک وقار کا معنی پایا جاتا ہے یعنی وہ رحمان کے بندے ہو کر جانتے ہیں کہ وہ رحمان کے بندے ہیں تو وہ اکڑ کر اور تکبّر سے نہیں چلتے کیونکہ وہ بہت بڑی ذات کے بندے ہیں بلکہ رحمانیت تو غریبوں پر عام ہے انسانوں اور جانوروں پر عام ہے اس لئے رحمانیت کے اس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ بڑی عاجزی کے ساتھ زمین پر قدم اٹھاتے ہیں۔

ایک اور سورۃ الشعراء کی آیت ہے نمبر ۶۔ اس میں ہے ﴿وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ﴾ اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"رحمانِ مطلق جیسا جسم کی غذا کو اس کی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمتِ کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورتِ حقّہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے"۔ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ کی طرف اشارہ فرمار ہے ہیں۔ رحمان وہ ہے جس نے بندوں کی تمام ضرورتیں ان کی پیدائش

سے پہلے ہی مہیا کر دی ہیں مگر وہ ضرورتیں اس وقت ظاہر کرتا ہے جب وہ اس قابل ہو جائیں کہ ان ضرورتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اب اس کی مثال میں کئی دفعہ دیتا ہوں تیل کی دریافت، کوئلہ کی دریافت وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ ساری چیزیں اس وقت دریافت ہوئیں، حالانکہ وہ ہمیشہ سے موجود تھیں، جب انسان کو استطاعت ہوئی کہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ تو یہ بھی رحمانیت کا ایک خاص فعل ہے کہ وہ اس وقت چیزیں دکھاتا ہے جب دیکھنے والا ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ورنہ غفلت کی آنکھ کے ساتھ وہ گزرتا چلا جاتا ہے، اس کو پتہ ہی نہیں لگ رہا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نعمتیں کر رکھی ہیں۔

اور ایک بات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور اُنہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے۔ مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اس پر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورتِ حقّہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے"۔ (براہین احمدیہ) یعنی کتاب کا نازل ہونا اگرچہ رحمانیت سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود جس پر راضی ہو اس پر لازماً کتاب نہیں اتارا کرتا۔ کتاب اتارنے کے لئے زمانہ کی ضرورتیں تقاضا کیا کرتی ہیں اور جس قسم کی وہ ضرورتیں ہوں اسی قسم کی کتاب اتاری جاتی ہے۔ اب اس سے پہلے بائبل اتاری گئی، اس سے پہلے اور صحف ابراہیم اتارے گئے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان میں اور قرآن میں فرق کوئی نہیں۔ فرق ہے اور وہ ضرورتِ حقّہ کا فرق ہے۔ قرآن جس زمانہ میں نازل ہوا اور جس زمانہ تک یعنی قیامت تک اس نے حَکَم کے طور پر دنیا میں کام کرنا تھا اس زمانہ کی ساری ضرورتیں قرآن کریم میں مندرج ہو چکی ہیں لیکن دنیا کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب وہ ضرورتیں سامنے دکھائی دینے لگتی ہیں۔

اب ایک اور ہے آیت سورۃ یٰسین کی ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ (یٰسین:۱۲) تو صرف اسے ڈرا سکتا ہے جو نصیحت کی پیروی کرتا ہے اور رحمٰن سے غیب میں ڈرتا ہے۔ پس اسے ایک بڑی مغفرت کی اور معزز اجر کی خوشخبری دے دے۔

یہاں غیب میں خدا رحمٰن سے ڈرنے کا کیا مطلب ہے۔ اگر آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ غیب میں رہتا ہے اور آپ اس کو نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سونگھ سکتے ہیں، نہ ہاتھ لگا سکتے ہیں تو وہ غیب میں رہتا ہے۔ اگر اس کی غیبوبیت کے باوجود آپ اس کو اس طرح دیکھیں جیسے کسی چیز کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہے ہوں تو یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک سب سے اعلیٰ مقام ہے جس پر خدا کے مرسل بندے فائز ہوتے ہیں۔ اور کم سے کم یہ ہے کہ انسان اس طرح خدا کو اس کے غیب ہونے کے باوجود دیکھے کہ اگر وہ اس کو سامنے کھڑا نہ بھی دیکھتا ہو تو یہ احساس رکھتا ہو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور غیب سے ہر حال میں میرے ہر فعل پر نظر رکھ رہا ہے۔ پس اس وجہ سے غیبوبیت کا یہاں ذکر ہے۔

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کے متعلق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے دو ایسے اسم ہیں جو صرف اس کے ساتھ مخصوص ہیں وہ اللہ اور رحمٰن ہیں۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ یہ قرآن کریم کی آیت ہے، تم خواہ خدا کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمان کے نام سے ﴿لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اگر تجھے اس امر کی معرفت ہو تو یہ اللہ ایسا نام ہے جو ہیبت کی خبر دیتا ہے"۔

اب یہ ایک نیا نکتہ امام رازی نے اٹھایا ہے کہ اللہ کے لفظ میں ہیبت پائی جاتی ہے۔ اللہ کی ساری صفات پر غور کرو اور جانو کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے اور ہر اختیار اس کو ہے، ہر چیز اسی کی طرف لوٹے گی تو اس سے دلوں پر ایک قسم کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔ "مگر رحمانیت میں عطوفت اور شفقت کی خبر ملتی ہے"۔ یعنی ایسا انسان جو رحمانیت پر غور کرتا ہے اور اللہ کو رحمٰن نام سے پکارتا ہے تو یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اس سے رحمانیت کا سلوک فرمائے گا۔

اب سورۃ یٰسین کی ۱۶ویں اور ۱۷ویں آیات ہیں۔ ﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ انہوں نے انبیاء سے کہا کہ تم تو ہماری طرح کے ایک بشر ہو اس کے سوا کچھ نہیں ﴿وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾ اور تم پر رحمان نے کوئی چیز بھی نازل نہیں فرمائی۔ یہ تم محض جھوٹ بول رہے ہو ﴿قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾ انہوں نے سادہ سا یہ جواب دیا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

اس آیت سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"﴿مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ﴾ برہموؤں کا بھی یہی عقیدہ ہے"۔ یعنی برہمو سماجوں کا۔" یہ لوگ تمام راستبازوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کی گندی تعلیم سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ جن لوگوں نے سچائیوں کے پہچاننے کے لئے اپنے آرام، اپنی اولاد، اپنا جاہ و جلال، اپنے وطن کو چھوڑ دیا، اپنی جانیں قربان کر دیں، ان کو جھوٹ اور دروغ مصلحت آمیز سمجھنا حد درجہ کی بے باکی ہے۔ .... نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صحبت میں چند گھنٹے ٹھہرنے والے کی نسبت بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اُس نے روایت میں جھوٹ بولا"۔

اب یہ جو روایتیں آتی ہیں یہ ضمناً میں آپ کو بتا دیتا ہوں اس میں جب جھوٹ کا اتہام لگتا ہے تو بیچ کے راویوں پر لگتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرنے والے صحابی پر نہیں لگا کرتا۔ تو یہ غلط فہمی آپ کو نہ ہو کہ روایت کرنے والے جھوٹ بولتے تھے جنہوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ سو فیصد سچ کہا کرتے تھے۔ غلطیاں اس لئے لگیں کہ بعض لوگوں نے ان کی باتوں کو سمجھنے میں غلطی کی اور بعض بعد میں آنے والے لوگوں نے بیچ میں جھوٹ ملا دیا، اپنی بددیانتی کی وجہ سے۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سو فیصد درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کرنے والے حد درجہ کے راستباز تھے۔ ان میں کوئی کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جب وہ بندے جو رسول اللہ ﷺ سے فیضیافتہ ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بول سکتے تو آنحضرت ﷺ اللہ پر جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں تو یہ استدلال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اسی آیت سے کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان ۲۷/اکتوبر ۱۹۱۰ء)

اب سورۃ یٰسین کی ۲۳ویں اور ۲۴ویں آیت ﴿وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ آخر مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور تم سب بھی اسی کی طرف لوٹنے والے ہو یعنی وہ جو یقین رکھتا ہے وہ تو ہر حال لوٹنے والا ہو گا تبھی یقین رکھتا ہے لیکن فرمایا تم جو منکرین ہو تم سب کا بھی یہی انجام ہو گا۔ تم نے آخر خدا کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔

﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ﴾۔ کیا میں اس کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا لوں کہ اگر رحمٰن مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی کوئی شفاعت میرے کچھ کام نہ آئے گی۔ ﴿وَلَا يُنْقِذُوْنِ﴾ مجھے اس سے چھڑا نہیں سکیں گے۔ اب اس میں خاص بات یہ ہے کہ رحمان تو غضبناک نہیں ہے، رحمان تو بے انتہا رحم کرنے والا ہے تو اس کے غضب سے اس لئے ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر رحمٰن، رحمان ہوتے ہوئے بھی غضبناک ہو تو اس کا مطلب ہے بندہ بہت ہی زیادہ مجرم ہے ورنہ رحمانیت سے تو صرف رحم کا استفادہ کیا جا سکتا ہے غضب کا نہیں۔

پس جب اس کے رحمان ہوتے ہوئے اس سے منہ موڑیں گے اور اس کی رحمانیت سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو پھر اس کے پاس غضب بھی ہے۔ جب رحمان کسی پر غضبناک ہو تو وہ سب سے زیادہ غضبناک ہوتا ہے۔ اب مائیں اپنے بچوں پر بے انتہا رحم کرنے والی ہیں لیکن جب بچے ظلم و ستم میں حد سے زیادہ بڑھ جائیں تو پھر ماؤں کے منہ سے وہ بددعا نکلتی ہے جو پھر قبول ہو جاتی ہے اور بچوں کے لئے غضب کا موجب بن جاتی ہے۔ پس رحمانیت کی صفت کو سمجھنے کے لئے ماں اور بچے کی نسبت کو سمجھیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر یقیناً ایسی صورت میں معاً میں کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اگر رحمان خدا سے مجھے غضب ملے اور رحم نہ ملے تو واضح بات ہے کہ میں گمراہ ہوں اور میری گمراہی بہت کھلی کھلی ہے اگر میں ایسا کروں۔

سورۃ یٰسین ہی کی ۵۳ویں اور ۵۴ویں آیات ہیں ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ وہ کہیں گے اے وائے ہماری ہلاکت! کس نے ہمیں ہماری آرام گاہ سے اٹھایا ہے۔ یہی تو ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور مُرسَلِین سچ ہی تو کہتے تھے۔ یہ محض ایک ہی ہولناک آواز ہو گی۔ پس اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

اب یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک بہت باریک نکتہ اٹھا کر اس کا جواب دیا ہے کہ کفار اپنے مرقد سے اٹھائے جائیں بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ وہ قبر میں آرام سے ہیں حالانکہ کفار کے متعلق قبر کا عذاب ثابت ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس سوال کو اٹھا کر فرماتے ہیں۔ مَرْقَدِنَا کا مطلب ہے ہماری آرام کی جگہ۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا کفار کے لئے قبر آرامگاہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنے والے عذاب کے مقابل میں نسبتی امر ہے۔ یہ عذاب قبر موجب آرام ہی تھا۔ یعنی عذاب قبر کیسا بھی سخت ہو بعد میں آنے والا جو عذاب ہے اس کے مقابل پر نسبتاً یہ بہت ہلکا عذاب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳/تا ۱۰/نومبر ۱۹۱۰ء)

سورۃ الزخرف آیات نمبر ۱۸-۱۹ ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ. اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾ یہ ایسی آیت ہے دوسری جس کے متعلق بعض مستشرقین وغیرہ کہتے ہیں کہ اس میں عورتوں کی ہتک کی گئی ہے لیکن اس میں کوئی عورت کی ہتک نہیں کی گئی بلکہ ایک ایسا امر واقعہ بیان ہوا ہے جو آج بھی ویسا ہی سچا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ میں سچا تھا۔

جب ان کو خبر دی جائے گی ﴿بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾ تو اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے یعنی جب اس کو بیٹی کی خبر دی جائے تو منہ کالا ہو جاتا ہے یعنی غم سے چہرہ بھر جاتا ہے۔ اب آپ اس دنیا میں دیکھ لیں عورتیں ہی ہیں جن کو جب بچیوں پر بچیاں پیدا ہوتی ہوں تو سخت گھبراتی ہیں۔ عورت ہوتے ہوئے وہ لڑکے کی خواہش کیوں کرتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک فطری امر ہے۔ جیسا پہلے تھا ویسا اب بھی ہے۔ پس عورتوں کا لڑکے کی خواہش کرنا قرآن کریم کی اس آیت کی صداقت کی دلیل ہے۔

اور اگلی آیت ہے ﴿اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾ اور جو زیوروں، سونے چاندی میں اٹھائی گئی ہو یعنی عمر بھر اسی میں پالی گئی ہو اور جھگڑے کے وقت غیر مبین، غیر واضح بات کرنے والی ہو تو آپ دیکھ لیں کہ یہ عورتوں کی صفت ابھی تک ویسی ہی ہے۔ کتنی سمجھدار، کتنی عقل والی ہوں جب غصہ سے لڑنے لگ جائیں تو پھر بات کو واضح کر ہی نہیں سکتیں اور اسی بات میں اٹک جاتی ہیں اور تمام احسان خاوند کے بھول جاتی ہیں اور اسے بار بار وہ طعن دیتی ہیں کہ گویا تمہارے گھر میں مَیں نے کبھی چین نہیں پایا، ساری عمر برے حال میں رہی ہوں حالانکہ خاوند بے چارے نے محنت کی ہو، کتنی محنت سے روزی کمائی ہو، کس طرح اس پر پیار سے خرچ کیا ہو، وہ سارے پیار کے لقمے بھول جاتے ہیں اور ایک کڑوا لقمہ ان سب کو کڑوا کر دیتا ہے۔ تو یہ ﴿فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾ کی تشریح ہے اور یہ جیسے اُس وقت سچی تھی آج بھی ویسے ہی ہے۔

سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۴ ﴿وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ﴾ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طرح کی امت بن جائیں گے ہم ضرور ان کی خاطر جو رحمان کا انکار کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا بنا دیتے اور (اسی طرح) سیڑھیوں کو بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔

اب اس کا کیا مطلب ہے؟ مطلب صاف واضح یہ ہے کہ اگر خدا کی رحمانیت کا انکار کرنے والوں کے متعلق یہ خدشہ نہ ہوتا کہ اگر ان پر دنیا کی دولتیں نچھاور کی جاتیں تو وہ اس کے نتیجہ میں حد سے زیادہ بے راہرو ہو جائیں گے۔ تو دنیا کی نعمتیں کثرت کے ساتھ ان پر نچھاور نہ کرنا بھی ایک اللہ تعالیٰ کا رحم ہے۔ اور اسی لئے رحمان کی طرف یہ بات منسوب فرمائی گئی ہے اور رحمان خدا کا انکار کرنے کے نتیجہ میں اگر ان کو دنیا کی دولتیں دی جاتیں تو دنیا کے بندے سارے کے سارے ان کی دیکھا دیکھی خدا کا انکار کر دیتے کہ انکار کا یہ فائدہ ہے کہ اتنی نعمتیں ملتی ہیں ہم کیوں نہ انکار کریں۔

اب مولوی اس ظلم کا مرتکب ہوتے ہیں۔ جتنا وہ انکار میں بڑھیں اتنا ہی اُن کی روزی زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کیا تم نے یہ بات اپنے لئے رزق کا ذریعہ بنائی ہے کہ تم انکار کرتے ہو۔ یہ کتنی سچی بات ہے۔ آج بھی مولویوں میں سے سب سے زیادہ امیر مولوی وہی ہے جو حد سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ اس پر حکومت بھی رحم کرتی ہے اور بندے بھی اس کو پیسے زیادہ دیتے ہیں کیونکہ وہ تکذیب کو اپنا رزق بناتا ہے۔ تو قرآن کریم کی جو آیات ہیں جیسی اس وقت سچی تھیں ویسے ہی آج بھی اسی طرح سچی ہیں۔

اب مَیں صفت رحمانیت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ۱۹۰۰ء کا الہام ہے "اَنْتَ مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ طَيِّبٌ مَقْبُوْلُ الرَّحْمٰنِ" تو علم کا مدینہ ہے۔ طیب ہے اور رحمان خدا کا مقبول ہے۔ یہاں مدینہ سے مراد شہر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ترجمہ کرتے ہیں: "تو علم کا شہر ہے طیب اور خدا کا مقبول"۔ علم کا شہر سے کیا مراد ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی مدینۃ العلم کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ شہر جہاں علم ہی علم بستا ہے کوئی جہالت کی بات نہیں، تمام جہالت کے رستے وہاں بند ہیں، صرف علم وہاں داخل ہو سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں اللہ کی طرف سے یہ بہت بڑی گواہی ہے کہ اَنْتَ مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ تجھے سچا علم بھی عطا ہوا ہے اور جہالت کی کوئی بات تجھ تک راہ نہیں پا سکتی۔

ایک یکم جنوری ۱۹۰۳ء کا الہام ہے "يُبْدِيْ لَكَ الرَّحْمٰنُ شَيْئًا" اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں: "خدا جو رحمٰن ہے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا"۔ حضرت اقدس نے فرمایا: "شے سے مراد کوئی عظیم الشان بات ہے"۔ عام چیز کے لئے لفظ شئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ جب خدا کے تعلق میں بولا جائے تو مراد یہ ہے کہ کوئی بہت بڑی بات ہے۔ "اس کی عظمت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے کیونکہ چھپانے میں ایک عظمت ہوتی ہے جیسے جنت کے انعامات کے لئے فرمایا ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾" ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ﴾ نہیں جانتا کوئی نفس جو اس کے لئے چھپا کے رکھا گیا ہے آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے۔ "کھانے پر جیسے دستر خوان ہوتا ہے اس کے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہی مقصود ہوتی ہے۔ غرض یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے"۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱ ۱۰/جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقرات بڑے معنی خیز ہوتے ہیں اور ان میں ڈوب کر، دیکھ کر معلوم کرنا پڑتا ہے۔ اچھا دستر خوان سجا ہوا ہو تو کھانے کھلے نہیں رکھے جاتے، ان کے اوپر کپڑا اڈھانکا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ کوئی مکھی وکھی، کوئی بری چیز اس پر نہ بیٹھے اور اس غرض سے بھی کہ جب کپڑا اٹھتا ہے تو پھر مہمان ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں دیکھ کے کہ کیسا عمدہ کھانا ہمارے لئے چھپا کر رکھا گیا تھا۔ تو اس طرح جنت کی نعماء سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ انسانوں سے چھپا کے رکھی گئی ہیں جب ان پر ظاہر کی جائیں گی تو حیران رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مہمانی کا کیسا عمدہ انتظام فرمایا ہے۔

۱۹۰۳ء کا ایک الہام ہے "يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ الْوَلِيُّ الرَّحْمٰنُ"۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اپنی طرف سے کرے گا اور وہی بے حد رحم کرنے والا دوست ہے۔ ۱۱/اگست ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا "اِنِّيْ اَنَا الرَّحْمٰنُ حَلَّ غَضَبُهٗ عَلَى الْاَرْضِ"۔ یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ "مَیں رحمٰن کو دیکھتا ہوں (یعنی) اگرچہ خدا رحمان ہے"۔ مَیں رحمان کو دیکھتا ہوں یہاں بات ٹھہرتی ہے پھر اس سے بھی اگلے فقرہ سے تعلق ہے۔ "اگرچہ خدا رحمان ہے مگر گناہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ جس سے اس کا غضب نازل ہو گیا ہے"۔ کہ اگرچہ خدا بے انتہا رحم کرنے والا ہے مگر جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو اس وقت پھر رحمان خدا کی طرف سے غضب نازل ہوتا ہے اور ایسا ہی اس زمانہ میں ہونے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے "اِنِّيْ اَنَا الرَّحْمٰنُ" فرماتا ہے۔ "حَلَّ غَضَبُهٗ عَلَى الْاَرْضِ" کہ دیکھو رحمان ہوتے ہوئے بندوں نے کیسی نافرمانی کی ہوگی اور کیسی ناشکری کی ہوگی کہ بجائے رحمت کے اس کا غضب نازل ہو رہا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۱۸/اگست ۱۹۰۳ء کو "مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ"۔ تفاوت سے مراد کسر، کمی بیشی بھی ہوتی ہے لیکن تفاوت سے مراد تضاد بھی ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہاں تضاد مراد ہے "مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ" تم رحمان خدا کی مخلوقات میں کوئی تضاد نہیں پاؤ گے۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ ساری کائنات کا آپ جائزہ لے لیں اتنی وسیع کائنات ہے لیکن اس میں کہیں بھی کوئی تضاد آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ ہر چیز ایک دوسرے سے مطابقت رکھنے والی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۳ء کا۔ "اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا" "مَیں نے خدائے رحمان کے لئے روزہ کی منت مانی ہے"۔ یہ حضرت مریم کا فقرہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا اور آپ کی زبان سے جاری ہوا۔ جب پوچھا جاتا تھا حضرت مریم سے کہ یہ بیٹا کیسے ہو گیا تیری تو شادی بھی نہیں ہوئی۔ تو حضرت مریم یہ کہتی

تھیں مَیں نے رحمان خدا کی خاطر نذر مانی ہے کہ مَیں خود کچھ جواب نہیں دوں گی۔ اللہ تعالیٰ خود میری بریت ظاہر فرمائے گا اور اسی بیٹے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے وہ بریت ظاہر فرمائی۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ تو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منت ماننے کا کیا تعلق ہے۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندے جو خود کوئی خواہش نہیں رکھتے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا اور کوئی توقع نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ انہی سے ایک اور وجود پیدا کرتا ہے جس میں ان کی نفسانی خواہش کا دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی آیت کے مصداق ہیں کہ مریمی حالت بھی آپؑ پر طاری ہوئی جو انتہائی غم اور فکر کی حالت تھی جیسا کہ ابھی اس الہام سے پتہ چلتا ہے اور پھر تیسری حالت بھی آپؑ پر طاری ہوئی یعنی آپ ابن مریم بھی ہوئے اور ایک پہلو سے مریم بھی ہوئے۔ یہ تذکرہ بھی ایک لمبا تذکرہ ہے اور کئی مولویوں کی شوخیوں کا مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں جنہیں اب دہرانے کی ضرورت نہیں۔

ایک الہام ہے جو بار بار ہوا۔ "اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِی اَجْمَعِیْنَ"، "اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِی اَجْمَعِیْنَ"، "اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِی اَجْمَعِیْنَ"۔ اس کا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمہ کیا ہے مَیں خدائے رحمٰن کی طرف سے امیر بنایا گیا ہوں۔ یہاں اُمِرْتُ نہیں ہے بلکہ اُمِّرْتُ ہے۔ اُمِّرْتُ کا مطلب ہے امیر بنایا گیا ہوں۔ پس تم سب میرے پاس آ جاؤ۔ یہاں امیر بنانے کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امر کی فوقیت عطا فرمائی ہے اور آپ کے امر کے تابع چلنے کا حکم سب کو ہوا کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تابع تھے اور سرِ مو بھی رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرق نہیں کیا۔

دوسرا امیر معنی دولت مند ہونے کے بھی ہیں۔ پس فرمایا امیر لوگوں کے پاس تم جاتے ہو تو مَیں تو اس پہلو سے سب سے زیادہ امیر ہوں کہ جب تم میرے پاس آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں کشائش عطا فرمائے گا، تمہیں کئی قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا جن سے تم محروم ہو۔ پس مجھے خدا نے امیر بنایا ہے اور جیسا کہ تم امیروں کے پاس جاتے ہو اسی طرح میرے پاس آؤ۔

ایک الہام ہے اس میں تکرار ہے "اِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ ثُمَّ اِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ"۔ اس کا ترجمہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں کیا ہے۔ مَیں رحمان خدا ہوں، پھر مَیں کہتا ہوں کہ مَیں رحمان خدا ہوں۔

ایک ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۳ء کا الہام ہے "اِنِّی حِمَی الرَّحْمٰنِ" حِمٰی کہتے ہیں باڑ کو جس سے باہر کے لوگ کسی دوسرے کے کھیت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ باڑ لگائی جاتی ہے حفاظت کی جاتی ہے۔ فرمایا مَیں خدا کی باڑ ہوں۔ یہ خطاب میری طرف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا "یہ خطاب میری طرف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کرتے ہوویں گے"۔ یعنی صاف نظر آتا ہے کہ باڑ لگائی گئی ہے تو کسی شر سے محفوظ رکھنے کے لئے۔ اب زمیندار جب باڑ لگاتا ہے بے وجہ نہیں لگاتا۔ اس کو پتہ ہے کہ یہاں پھل دار درخت ہیں اور اچھی سے اچھی فصلیں موجود ہیں تو ان کو اجاڑنے والے بھی آ سکتے ہیں۔ تو وہ ان کے رستہ میں باڑ لگا کر ایک روک پیدا کر دیتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ مجھ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسی صفات ہیں کہ جو بہت قیمتی صفات ہیں اور لوگ بری نیت کے ساتھ بھی دوڑے چلے آئیں گے اس کی طرف جو حملہ کریں اور مجھے ناکارہ بنانے کی کوشش کریں۔ لیکن اس کے جواب میں آپ یہ اپنا شعر پیش کرتے ہیں۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر ☆ از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اے وہ کہ جو تم میری طرف سینکڑوں تبر لے کر مجھے ہلاک کرنے کے لئے دوڑے چلے آتے ہو باغبان سے بھی تو ڈرو کہ مَیں ایک مثمر شاخ ہوں کہ مثمر شاخ کو بچانے کے لئے باغبان جیسے باڑیں لگاتا ہے اس طرح میری حفاظت کے بھی اللہ تعالیٰ ہی نے انتظام فرمائے ہیں اور تم کسی بد نیت کے ساتھ مجھے نہیں پہنچ سکتے۔

آج اس مختصر خطبہ کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

۞۞۞......۞۞۞۞......۞۞۞

رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے تعلق میں ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"یہ وہ زمانہ ہے جس میں تمام دنیا کی نظر ہماری جماعت پر پڑ رہی ہے۔ لوگ ہمارے ایک ایک عمل کو دیکھتے ہیں کہ ہم میں اور ہمارے غیروں میں کیا فرق ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ہمارا دعویٰ تو یہ ہو کہ ہم خدا کے ایک نبی کے پیرو ہیں لیکن اس کے قدم پر ہمارا قدم نہ ہو تو ہم پر یہ الزام آ سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی مدعی ہو اور وہ سچا بھی ہو مگر جو لوگ اس کے ماننے والے ہوں ان کی عملی حالت اچھی نہ ہو تو ان کو کیا فائدہ...... جب تک لوگ ہم میں اور ہمارے غیروں میں عملی فرق نہ دیکھ لیں اس وقت تک وہ ادھر توجہ نہیں کر سکتے.........

یہی حال نکاح کے معاملے کا ہے اگر لوگ دیکھیں کہ احمدی لڑکے اپنے رشتہ داروں سے، بیوی کے رشتہ داروں سے اور احمدی بیوی کے رشتہ دار لڑکے کے رشتہ داروں سے کیا سلوک کرتے ہیں اور ان کے آپس میں کیسے اچھے تعلقات ہوتے ہیں تو لوگوں کو ادھر توجہ ہو سکتی ہے ورنہ اگر اس معاملہ میں ہم میں اور غیر میں کوئی فرق نہ ہو تو لوگ ہم میں اور غیروں میں کوئی تمیز نہ کریں گے۔ اگر ہمارے آپس میں تعلقات اچھے ہوں گے تو ہم بھی امن میں زندگی بسر کریں گے اور لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس طرح وہی مثال راست آئے گی کہ "ایک پنتھ دو کاج"۔

(خطبہ نکاح فرمودہ ۱۴؍مارچ ۱۹۲۱ء)

رخصتی سے پہلے اہم نصائح اور ان پر عمل

مثالی ازدواجی زندگی

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حضرت اماں جان نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو شادی کے وقت ذیل کی نصائح فرمائیں۔

☆ ''اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

☆ اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامانا ہے۔

☆ کبھی ان کے غصہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں اور تم کو معلوم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں تب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کی غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی اگر غصے میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

☆ ان کے عزیزوں کو۔ عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا۔ اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا کرے گا۔''

(سیرۃ حضرت اماں جان حصہ دوم صفحہ ۱۶۷۔۱۶۸۔ مرتب محمود علی عرفانی صاحب)

شادی کے وقت عظیم دعا گو ماں کی سنہری نصائح پر عمل کرتے ہوئے ۱۲ سال کی لڑکی ایک بہترین بیوی اور بہترین بہو بہترین ماں ثابت ہوئی جیسا کہ آپ کی زندگی اس کی شاہد ہے۔

حضرت سیدہ کا رخصتانہ

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ:۔

افسوس کہ نکاح کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد اسی سال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہم اس سایہ رحمت مجسم سے محروم ہو گئے (یعنی حضرت مسیح موعود .... سے) میرا رخصتانہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۹ء کو حضرت والدہ صاحب مکرمہ کے ہاتھوں اور حضرت خلیفہ اوّل کی دعا کے ساتھ نہایت سادگی کے ساتھ عمل میں آیا۔ اب میاں (یعنی نواب صاحب) کا اندرون شہر والا مکان بن چکا تھا اور کافی عرصہ سے (آپ) اسی میں مقیم تھے اور وہ بھی قریباً دار کا ہی حصہ ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کی ڈیوڑھی کی ہی زمین پر ہے اور بیچ میں ہی راستہ بھی ہے۔ مجھے خود حضرت والدہ صاحبہ ساتھ لے جا کر ان کے گھر چھوڑ آئیں تھیں اور دروازے تک حضرت خلیفہ اوّل بھی آئے تھے۔'' (اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

ڈائری حضرت نواب صاحب بابت رخصتانہ

۱۴ مارچ ۱۹۰۹ء اتوار:۔ الحمد للّٰہ والمنۃ للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمدز پس پردہ تقدیر پدید

کہ آج مبارکہ بیگم صاحبہ صاحبزادی کلاں' حضرت اقدس مسیح موعود .... جن کا نکاح مجھ سے ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء کو بروز دوشنبہ ہوا تھا۔ رخصت ہو کر میرے گھر آئیں اور میرے کلبہ احزن کو منور کیا۔ یہ رخصتانہ بوقت تین بجے وقوع میں آیا۔ میں نے ان میں حسن صورت و حسن سیرت دونوں کو پایا۔ لیاقت علمی بھی خاصی ہے الحمد للّٰہ علی ذالک یہ خدا کا عجیب فضل ہے کہ میرے جیسے ناکارہ کے ساتھ اس درج برج نبوت سے میرا پیوند کر دیا۔ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم.

رخصتانہ نہایت سیدھی سادھی طرز سے ہوا مبارکہ بیگم صاحبہ کے آنے سے پہلے مجھ کو حضرت اماں جان نے فہرست جہیز بھیج دی اور دو بجے حضرت اماں جان خود لیکر مبارکہ بیگم صاحبہ کو میرے مکان پر ان سیڑھیوں کے راستے جو میرے مکان اور حضرت اقدس کے مکان کو ملحق کرتی تھیں تشریف لائیں۔ میں چونکہ مسجد میں تھا اس لئے ان کو بہت انتظار کرنا پڑا اور جب بعد نماز آیا تو مجھ کو بلا کر مبارکہ بیگم صاحبہ کو بایں الفاظ نہایت بھرائی آواز سے کہا کہ ''میں اپنی یتیم بیٹی کو تمہارے سپرد کرتی ہوں'' اس کے بعد ان کا دل بھر آیا اور فوراً اسلام علیکم کر کے تشریف لے گئیں۔

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۲۵۲۔۲۵۳)

شادی و بیاہ کے مواقع پر

رسومات و بدعات سے اجتناب

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ: ''مومن لغو کاموں سے اعراض کرتے ہیں'' اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے''۔ (قرآن کریم)

۲۔ بعثتِ نبوی کا ایک اہم مقصد: ''اور ان کے (رسوم کے) بوجھ جوان پر لادے ہوئے تھے اور بدعات کے طوق جو ان کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ان سے دور کرتا ہے''۔ (قرآن کریم)

۳۔ فرمان مسیح موعود: ''اتباع رسم و متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا''۔ (الفاظ......)

۴۔ حضرت مصلح موعود کا ارشاد: ''تحریک جدید کے......مطالبات کا مقصد محض یہ تھا کہ جماعت اپنے حالات کے مطابق خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ اسی طرح امراء اور غرباء میں جو تفاوت پایا جاتا ہے وہ روز بروز کم ہوتا جائے''۔ (مطالبات تحریکِ جدید صفحہ ۱۷)

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا فرمان: ''احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بدرسوم کو جڑ سے اکھیڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں''۔

۶۔ آتش بازی وغیرہ: ''برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں اور آتش بازی چلانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے''۔ (از حضرت مسیح موعود)

۷۔ مہر: حضرت مصلح موعود نے ''چھ ماہ کی آمد سے ایک سال تک کی آمد بطور مہر'' تجویز فرمائی ہے۔

۸۔ زیور اور کپڑے کا مطالبہ: ''لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے''۔ (حضرت مصلح موعود)

۹۔ مہندی: ''شادی کے موقعہ پر مہندی اور اس کے متعلقہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں''۔ (از حضرت مصلح موعود)

۱۰۔ سہرا: ''سہرے کا طریق بدعت ہے۔ انسان کو گھوڑا بنانے والی بات ہے''۔ (حضرت مصلح موعود)

۱۱۔ نوٹوں کے ہار گلے میں ڈالنا اور دولہا کا سر بالہا بنانا: ''ایک لغو فعل اور بدعت ہے''۔

۱۲۔ جہیز و بری کی نمائش: ''جہیز کی نمائش سے بچنا چاہئے جو کچھ دیا جاتا ہے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے...... نہ صرف جہیز بلکہ بری (کی نمائش) بھی بُری چیز ہے''۔ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کی خواہش اور اس کا مطالبہ نہایت قبیح حرکات ہیں''۔ (حضرت مصلح موعود)

۱۳۔ پیسے پھینکنا، دولہا کو طلائی انگوٹھی پہنانا، دودھ کی پلائی طلب کرنا، جوتا چھپانا۔ سب بدرسوم ہیں۔

۱۴۔ جوڑے دینا: ''شادیوں کے وقت سسرال والوں کو جوڑے دینے وغیرہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جہیز کی نمائش نہ کی جائے اور شادی کے موقعہ پر لڑکی کے سسرال کو جوڑے وغیرہ نہ دیئے جائیں''۔

(صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ)

۱۵۔ مقامی براتیوں کو کھانا دینا: ''لڑکی کے رخصتانہ کی تقریب کے موقعہ پر موسم کے لحاظ سے سوائے ایک ٹھنڈا یا گرم مشروب کے کوئی اور چیز پیش کرنا منع ہے۔ البتہ باہر سے آنے والے براتیوں اور مہمانوں کو کھانا پیش کیا جا سکتا ہے''۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایسی صورت میں ہر قسم کے اسراف سے بہر حال گریز کیا جائے۔

۱۶۔ دعوت ولیمہ مسنون ہے۔ مگر اسراف نہ ہو۔ اور ''ولیمہ پر دس پندرہ دوستوں کو بلا لینا کافی ہوتا ہے''۔ (حضرت مصلح موعود)

''چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے''۔ (حضرت مصلح موعود)

''ولیمہ تب کیا جاوے جب ازدواجی تعلقات قائم ہو جائیں''۔ (حضرت مصلح موعود)

۱۷۔ پردہ: ''دولہا سے بھی غیر محرم مستورات پردہ کریں اور اس سے ہنسی مذاق نہ کریں۔ (حضرت مصلح موعود)

دولہا دلہن کی تصاویر جب کہ غیر محرم مستورات ساتھ ہوں نہ کھینچی جائیں۔ اور غیر محرم افراد سے شادی کی تقریبات پر ویڈیو فلم کی فوٹوگرافی کروانا ناجائز ہے۔

۱۸۔ شادی کے موقعہ پر لڑکیوں اور لڑکوں کے ڈانس اور فحش گانے سخت ناپسندیدہ اور خلاف شریعت ہیں۔

۱۹۔ بن بلائے دعوت میں جانا: بغیر بلائے دعوت میں جانا یا بچوں کو ہمراہ لے کر جانا گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسوں کو چور اور ڈاکو قرار دیا ہے۔ (حدیث)

۲۰۔ دعوت میں ایسا انتظام ہو کہ عورتوں کو عورتیں کھانا کھلائیں نہ کہ مرد۔ تا کہ بے پردگی نہ ہو۔

الغرض جس قدر ممکن ہو غیر ضروری اخراجات اور بدعات و رسومات سے تمام مرد اور عورتیں اجتناب کریں۔ شادی سے قبل ہی فریقین کے بارے میں یہ تسلی کر لینی چاہئے کہ خلاف تعلیم سلسلہ کوئی رسومات نہ ہوں گی۔

نونہالان جماعت سے خطاب

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تا کہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو

جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

رغبتِ دل سے ہو پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دور
اے میرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے' ناکام نہ ہو

(کلام حضرت مصلح موعود)

نشانِ حقیقت کی آرزو

ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نظم

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

کے جواب میں

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں

ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سر طور ہے
تری آنکھ میں مرا نور ہے مجھے کون کہتا ہے دور ہے
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو' یہ تری نظر کا قصور ہے

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں

مجھے دیکھ رفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں
مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں

مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ روئے نگار میں
کبھی بلبلوں کی صدا میں سن کبھی دیکھ گل کے نکھار میں
میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں

میرا نور شکل ہلال میں مرا حسن بدر کمال میں
کبھی دیکھ طرز جمال میں کبھی دیکھ شان جلال میں
رگ جاں سے ہوں میں قریب تر ترا دل ہے کس کے خیال میں

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں

☆☆☆

(ماہنامہ "مصباح" اکتوبر ۱۹۵۴ء)

انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے۔ (مسیح موعودؑ)

رفقائے حضرت مسیح موعود کی محبت الٰہی نماز باجماعت کے آئینہ میں

مصلح موعود نے 11سال کی عمر میں نماز قائم کرنے کا عہد کیا اور ہمیشہ اسے نبھایا

﴿ فرخ سلمانی ﴾

درج ذیل جملہ صرف ایک عارف باللہ کے قلم سے ہی نکل سکتا ہے جو خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہو۔

"میں جانتا ہوں کہ انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص 540)

یہ ارشاد حضرت مسیح موعود کا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے جو روحانی انقلاب برپا کیا ہے اس کا عنوان تعلق باللہ ہے۔

آپ نے دین کو زندہ کیا اور جو ایمان ثریا پر جا چکا تھا اسے دوبارہ دلوں میں قائم کیا۔ اور سینکڑوں ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے خدا کی محبت میں دیوانہ وار قدم آگے بڑھائے اور دنیا اور اس کی تمام نعمتوں کو تج کر خدا اور رسول کے ہو رہے۔ یہ پاک تبدیلی حقیقت میں ایک مامور من اللہ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود اپنے ذریعہ رونما ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اکثر ناہموار طبیعتیں صاف اور سیدھی سڑکوں کی طرح بنتی جاتی ہیں اور دلوں کے ویران اور سنسان جنگل وادی کشمیر کی طرح گل و گلزار سے بھرتے جاتے ہیں۔ ناقابلیت اور سستی کی مرض کم ہوتی جاتی ہے اور جو کچھ پہلے دنوں میں ان پر مشکل تھا اب وہ آسان ہوتا جاتا ہے"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 ص 270)

پھر فرمایا:

میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں.... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

(سیرۃ المہدی جلد اول ص 146 کتاب گھر قادیان)

یہ پاک تبدیلیاں حضرت مسیح موعود کے ابتدائی رفقاء میں بڑی شدت کے ساتھ ظاہر ہوئیں۔ اور پھر ورثہ کے طور پر ان سے فیض پانے والی نسلوں میں منتقل ہوئیں۔ اور یہ معجزے سینہ بہ سینہ تیسری نسل میں پہنچ رہے ہیں۔

ان بے شمار مثالوں میں چند نمونے ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔

پختہ عہد

سیدنا حضرت مصلح موعود اپنی عمر کے گیارھویں سال میں کئے گئے ایک عہد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

1900ء میں جب میری عمر گیارہ سال کی تھی خدا تعالیٰ پر میرا سماعی ایمان علمی ایمان میں تبدیل ہو گیا۔ اور ایک دن میں نے ضحیٰ کے وقت حضرت مسیح موعود کا جبہ پہنا اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور میں اس میں خوب رویا خوب رویا خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔

(سوانح فضل عمر جلد اول ص 197 از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ 1975ء طبع اول)

بیہوشی میں بھی

حضرت حافظ حامد علی صاحب کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

میں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میت کی طرح ہو گیا تھا التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بے ہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 540)

استقلال کے ساتھ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کو نماز سے بے انتہا شغف تھا۔ 1905ء میں آپ کو

کثرت پیشاب کی شکایت ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا۔ علاج تجویز کیا اور فرمایا

آپ کے پیشاب کو دیکھ کر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کس طرح التزام کے ساتھ نمازوں میں آتے ہیں۔

اس پر حضرت مولوی صاحب نے عرض کیا۔

حضور کی دعا ہی ہے جو اس ہٹ اور استقلال سے میں حاضر ہوتا ہوں ورنہ بعض اوقات قریب بہ غش ہو جاتا ہوں۔

اس پر حضور نے فرمایا

میں بہت دعا کروں گا۔

(ملفوظات جلد 4 ص 252)

صالح بیٹا

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے خشوع وخضوع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے اور کئی دن رہے پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں اور منکرات اور مکروہات سے بکلی مجتنب ہیں مجھے ایسے شخص کی خوش قسمتی پر رشک ہے جس کا ایسا صالح بیٹا ہو کہ باوجود بہم پہنچنے تمام اسباب اور وسائل غفلت اور عیاشی کے اپنے عنفوان جوانی میں ایسا پرہیزگار ہو۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 526)

مقررہ وقت پر

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب پانچوں نمازیں بیت مبارک قادیان میں ادا فرماتے تھے۔ بارش ہو یا آندھی ہو' اندھیری رات ہو یا سخت دھوپ' جلسہ ہو یا جلوس' مشاعرہ ہو یا مناظرہ' عام تعطیل ہو یا خاص' آپ نماز کھڑی ہونے سے پہلے اپنے مقررہ وقت پر اپنی مقررہ جگہ پر موجود ہوتے تھے۔

آپ کی نمازوں میں جو خشوع وخضوع ہوتا تھا اسے وہی لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو اس کوچہ یار ازل سے کچھ آشنائی رکھتے ہوں۔

(رفقائے احمد جلد 5 حصہ سوم ص 175 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول)

105 بخار میں

حضرت سید سرور شاہ صاحب شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ آخری بیماری میں ایک دن بخار کی حالت میں بیت الذکر تشریف لے گئے۔ تھرما میٹر لگایا گیا تو بخار 105 درجہ تھا۔ آپ کو ڈاکٹری ہدایت تھی کہ پوری طرح آرام کریں آپ کو سخت ضعف تھا مگر پھر بھی بیت الذکر میں ضرور جاتے وفات سے کچھ دن پہلے اپنے بیٹے کے ساتھ اللہ کے گھر جا رہے تھے کہ کمزوری کی وجہ سے رستہ میں دو بار گر گئے۔

(رفقائے احمد جلد 5 حصہ دوم ص 67 از ملک صلاح الدین احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1963ء)

دنیا سے بے خبر

حضرت مولانا شیر علی صاحب کے نماز پڑھنے کی عجیب شان تھی نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے حتی الامکان بیت مبارک میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے مغرب کی نماز بیت المبارک میں پڑھ کر آتے کھانا کھاتے وضو کرتے اور پھر نماز کے لئے چلے جاتے اس معمول میں گرمی سردی بارش بادل آندھی بیماری کوئی چیز حائل نہ ہو سکتی تھی۔ گھنٹوں خدا کے حضور خشوع و خضوع سے کھڑے رہتے وضو اتنے اطمینان اور توجہ سے کرتے کہ دوسرے آدمی اس دوران دس دفعہ وضو کرکے فارغ ہو جائیں۔

(سیرت شیر علی ص 80-181 از ملک نذیر احمد صاحب ربوہ 1955ء)

حضرت ملک غلام فرید صاحب آپ کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔

جمعہ کا دن تھا حضرت مولوی صاحب نے خطبہ پڑھا' نماز پڑھائی اور پھر جو اپنی سنتیں شروع کیں تو اتنی لمبی نماز پڑھی کہ ساری بیت الذکر نمازیوں سے خالی ہو گئی۔ میں اتفاق سے کسی کی خاطر بیٹھا تھا مگر مولوی صاحب مسلسل نماز میں معروف رہے۔

(الفضل 29 مئی 98ء)

ابلتی ہنڈیا

حضرت سردار شیر بہادر صاحب قیصرانی بہت رقیق القلب بزرگ تھے۔ نماز اس قدر خشوع وخضوع سے پڑھتے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ نماز میں آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا۔ اور سینہ ابلتی ہنڈیا کی طرح جوش مارتا تھا۔ وفات سے چند روز پہلے بذریعہ رویا آپ کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی گریہ وزاری بہت پسند آئی ہے اور اس ذات مقدس نے آپ کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

(الفضل ربوہ 6 فروری 57ء)

ہر حال میں

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ہر حال میں نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے سندھ گئے تو سب سے پہلے نماز باجماعت کا انتظام کیا اور اس مقصد کے لئے اپنے ہمراہ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب کو بھی لے گئے تاکہ نیکی اور تقویٰ کا ماحول قائم رہے۔

ہمیشہ یہی کوشش کرتے کہ نماز باجماعت پڑھیں اور پڑھائیں۔ اکثر سخت بیماری کے باوجود بھی نماز باجماعت میں شامل ہو جاتے۔ تہجد کی نماز نہایت التزام سے پڑھتے تھے۔

(رفقائے احمد جلد 12 ص 116 از ملک صلاح الدین احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1965ء)

آپ دل کی تکلیف سے صاحب فراش ہو گئے تھے۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوتی تو

گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو آگے کھڑا کر کے نماز باجماعت پڑھتے۔

(رفقائے احمد جلد 12 ص 152)

چار دفعہ

حضرت نواب صاحب کی اہلیہ اور حضرت مسیح موعود کی لخت جگر حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو نماز بروقت ادا کرنے کی اس قدر فکر رہتی تھی کہ ایک دفعہ آپ نے بتایا کہ آج میں نے تین چار دفعہ نماز فجر ادا کی ہے چونکہ آپ کو نیند بہت کم آتی تھی اس لئے جب آنکھ کھلتی سمجھتیں کہ شاید فجر کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے نماز ادا کر لیتیں۔ پھر دیکھتیں کہ صبح نہیں ہوئی شاید میں نے نماز جلدی ادا کر لی ہے پھر دوبارہ نماز ادا کرتیں۔ اسی طرح تین چار مرتبہ نماز ادا کی۔

ایک دفعہ شدید بیمار تھیں اور تقریباً دو دن تک بے ہوش رہیں۔ ہوش میں آئیں تو اتنی کمزوری تھی کہ بات نہ کر سکتی تھیں۔ ہوش میں آنے پر جو پہلی چیز اشارۃً طلب کی وہ پاک مٹی کی تھیلی تھی جس سے تیمم کر کے آپ نماز ادا کرتی تھیں۔ جب اس سے آپ نے تیمم کیا تو نماز ادا کرنے کی کوشش میں دوبارہ بے ہوش ہو گئیں۔

وہ لڑکیاں جو آپ کے پاس رہتی تھیں۔ آپ انہیں نماز بروقت ادا کرنے کی تلقین فرماتی تھیں اور ہر نماز کے وقت ہر لڑکی سے پوچھتیں کہ تم نے نماز ادا کی ہے یا نہیں۔

(دخت کرام ص 406 سید سجاد احمد 1993ء)

اندھیرے میں

حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب کے متعلق ان کے بیٹے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

میری طبیعت پر بچپن سے یہ اثر تھا کہ والد صاحب نماز بہت پابندی سے ادا فرمایا کرتے اور تہجد کا التزام رکھتے تھے۔ میں اپنے تصور میں اکثر والد صاحب کو نماز پڑھتے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھتا ہوں۔ آپ فجر کی نماز سیالکوٹ میں بیت کبوتراں والی میں ادا کرتے تھے۔ جو ہمارے گھر سے فاصلہ پر تھی اس لئے والد صاحب گھر سے بہت اندھیرے میں روانہ ہو جاتے تھے۔

(رفقائے احمد جلد 11 ص 163 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1962ء)

یہی ورثہ آپ کی اولاد میں منتقل ہوا۔ اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس نور کو سینے میں روشن رکھا۔

تہجد قضا نہیں کی

ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 85ء ص 89)

گواہی

آپ کی پابندی نماز کی گواہی غیروں نے بھی دی ہے۔ سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر 'ریاست' لکھتے ہیں آپ (دینی) شعار کے سختی سے پابند ہیں کبھی بھی نماز کو قضا نہیں ہونے دیتے۔ اور آپ کی کوٹھی پر جب بھی نماز ہو تو نماز پڑھانے کے فرائض آپ کے ایک باورچی ادا کرتے ہیں یعنی اپنے باورچی کی امامت میں نماز پڑھتے ہیں۔

(اخبار ریاست دہلی بحوالہ رفقائے احمد جلد 11 ص 191)

حادثہ کے وقت

پاکستان کے مشہور ادیب نقاد اور مؤرخ رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں۔

چوہدری صاحب اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے عام طور پر کافر بلکہ گمراہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ گمراہ اور کافر شخص بغیر شرمائے ہوئے داڑھی رکھتا ہے۔ اور اقوام متحدہ کے جلسوں میں علی الاعلان نماز پڑھتا ہے۔ جھمپیر کا قیامت خیز ریلوے حادثہ جب رونما ہوا تو یہ شخص اپنے سیلون میں فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 85 ص 13)

تبدیلی

حضرت حافظ عبد العزیز صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے میں صوم و صلوۃ کا تارک تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی حضرت اقدس سے اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس کے بعد سفر اور حضر میں بیماری اور صحت کی حالت میں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 165)

قبولیت کے آثار

حضرت عبد الرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ) عبادت نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب سے کرتے اور معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں ہیں مستجاب الدعوات تھے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ دعا ختم کرتے ہی اس کی قبولیت کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ ادھر خدا کی طرف سے آپ کو اطلاع ملی اور کئی دفعہ ادھر وہ بات پوری ہو گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 607)

مثالی نماز

حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔

اگرچہ میں پہلے بھی نماز کا قریباً قریباً پابند ہی تھا۔ مگر 4۔ اپریل 1905ء کی ظہر کی نماز میں نے جس خشوع اور خضوع سے پڑھی وہ ساری عمر میں میرے لئے ایک مثالی نماز تھی۔ اور اس کے بعد میں نے قطعاً کوئی نماز فوت نہیں ہونے دی۔ اور اب تک کہ میری عمر 77 سال کے قریب ہو گئی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نمازوں کا پابند ہوں۔

(نعم العطاء ص 93 نسیم سیفی لاہور)

براہین نے نماز پڑھائی

حضرت میاں محمد دین صاحب جو تین سو تیرہ رفقاء میں سے تیسرے نمبر پر ہیں بچپن میں۔ پنج وقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیر اثر تارک صلوٰۃ ہو گئے۔ اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔

تقدیر الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعود کی کتاب براہین احمدیہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اتر گئے۔ فرماتے ہیں میری آنکھ ایسی کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔

اسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔ محویت کے عالم میں ایک طویل نماز پڑھی۔

فرماتے ہیں یہ نماز براہین نے پڑھائی اور بعدازاں آج تک کوئی نماز میں نے نہیں چھوڑی۔

تھوڑے عرصہ بعد بیعت کا خط لکھ کر امام الزمان سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے۔

(رجسٹر روایات جلد 7 ص 46، 47)

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

نورانی شعاعیں

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں کہ جب حضرت مصلح موعود یا رفقاء مسیح موعود کی اقتداء میں نماز ادا کروں اور قراءت جہری ہو رہی ہو تو بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے ہر ہر لفظ سے نور کی شعاعیں نکل کر میرے قلب پر مستولی ہو رہی ہیں اور ایک عجیب نورانی اور سرور بخش منظر ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود نے ہدایت فرمائی کہ فرض نمازوں کے بعد بارہ دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور بارہ دفعہ درود شریف کا ورد کیا جائے حضرت مولوی صاحب آخر زندگی تک اس پر عمل پیرا رہے۔ فرماتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا قلب دعا کے وقت اکثر بجلی کے قمقمے کی طرح اور کبھی گیس لیمپ کی طرح منور ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا وجود سر سے پاؤں تک باطنی طور پر نورانی ہو گیا ہے۔

(حیات قدسی جلد 5 ص 129 ناشر حکیم محمد عبداللطیف شاہد لاہور 1957ء)

خاص لذت

حضرت مولانا غلام حسن صاحب فرماتے ہیں۔

نماز کا میں شروع سے پابند ہوں۔ بیعت کے بعد میں نماز میں خاص لذت محسوس کرنے لگا۔

(رفقائے احمد جلد 10 ص 118 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1961ء)

صرف نماز کی خاطر

حضرت میاں عبدالرحیم صاحب عرف پولا بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کے لئے فرصت کے دنوں میں فجر کی نماز کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں نمازیں ادا کرتے اور حضور کے کلمات طیبات سنتے عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 626)

رقت کے لئے

حضرت منشی محمد جلال الدین صاحب بلانوی ضلع گجرات تین سو تیرہ رفقاء کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں۔ ان میں رقت اور خشیت اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ اپنی پنجگانہ نمازوں میں زار و قطار رویا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آنسوؤں سے تمام داڑھی اور سینہ پر سے تمام کرتہ بھی بھیگ جایا کرتا تھا۔ اور بلاناغہ ہر نماز میں آپ کی ایسی حالت ہوا کرتی تھی ایک دفعہ گھر میں بیوی سے فرمانے لگے کہ آج مجھے رقت اور سرور حاصل نہیں ہو رہا لہٰذا میں قادیان جاتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت اپنی چھڑی ہاتھ میں لے کر قادیان پہنچ گئے اور ڈیڑھ ماہ وہاں قیام کیا۔

(غیر مطبوعہ مقالہ سیرت رفقاء ضلع گجرات ص 35 عبدالرزاق گجراتی۔ لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ)

کم لوگوں میں

حضور کے رفیق سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیری فرماتے ہیں کہ بیعت سے پہلے میں نہ قرآن سے آشنا تھا نہ نماز کا عادی۔ بیعت کے بعد نماز تہجد کا بھی عادی ہو گیا۔ اور نماز میں ذوق اور شوق حاصل ہوا۔

1945ء میں جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ پر عجیب وارفتگی کا عالم تھا۔ ایک عرب نے کہا کہ میں نے ان جیسی نمازیں، دعائیں اور کار خیر کرتے ہوئے بہت کم لوگوں کو دیکھا ہے۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 212، 251 ملک صلاح الدین صاحب قادیان طبع اول 1951ء

جائے نماز والا چوہدری

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال جوانی کے زمانے میں نماز کی پابندی کی وجہ سے کالج والوں میں لوٹے اور جائے نماز والا چوہدری کے نام سے مشہور تھے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ از صفدر نذیر گولیکی ص 321 لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ)

اجازت مل گئی

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب نماز کے معاملے میں کبھی لحاظ نہیں کرتے تھے بہت سختی سے نماز کے لئے کہتے تھے جلسہ کے ایام میں تمام مہمانوں کو نماز کے لئے جگاتے اور اپنے ساتھ بیت الذکر لے جاتے تمام نمازیں بیت الذکر میں ہی ادا فرماتے خواہ موسم بھی خراب ہو۔ فرماتے تھے کہ مرد کی نماز اللہ کے گھر میں ہی ٹھیک ہے۔ دل کی تکلیف اور ضعف کی وجہ سے ڈاکٹروں نے ظہر کی نماز گھر میں پڑھنے کی ہدایت کی تھی مگر آپ اس کی پابندی نہ کرتے اور چپ کر کے بیت الذکر پہنچ جاتے۔

آپ کے متعلق حمید احمد ظفر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

بیت الذکر کے صحن سے رونے کی آواز آئی اس طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ قاضی صاحب کھڑے عرض کر رہے تھے کہ

"اے میرے اللہ! اب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت دیجئے پھر فرمایا "اچھا" گویا اجازت مل گئی پھر بیٹھ کر نماز ادا کی۔

(غیر مطبوعہ مقالہ سیرت قاضی محمد عبداللہ صاحب ص176۔ 179 از لئیق احمد صاحب طاہر لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ مقالہ نمبر922.52)

نصیحت

حضرت چوہدری غلام محمد صاحب چک 99 شمالی فرماتے ہیں۔

گو میری عادت شرمیلی تھی اور حضور سے کوئی بات پوچھنے کی جرات نہ ہوتی تھی مگر ایک دن حضور سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ہدایت یا نصیحت فرمادیں تو حضور نے فرمایا

نمازیں سنوار کر پڑھا کریں۔

اس وقت سے میں نماز لمبی پڑھتا ہوں اور سنوار کر پڑھتا ہوں آپ نمازوں کے بعد بھی بہت دیر تک تسبیح و تحمید میں مصروف رہتے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ رفقاء ضلع سرگودھا۔ از افتخار احمد گوندل لائبریری جامعہ احمدیہ ص154)

پہلی صف میں

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کپورتھلوی بیت مبارک میں پہلی صف کے شمالی گوشہ میں جہاں حضرت مسیح موعود نماز پڑھا کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے تھے اور اس بات کو برداشت نہ کرتے کہ کوئی اور شخص اس جگہ کو روک لے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے از مقبول احمد ذبیح لائبریری جامعہ احمدیہ ص80)

آخری نماز

حضرت ملک غلام فرید صاحب فرماتے ہیں۔

"میرے والد صاحب حضرت ملک نور الدین صاحب نماز باجماعت کے بہت پابند تھے میں نے خود تو کبھی بھی یہ نہیں دیکھا کہ میرے والد صاحب نے کسی نماز کے فرض گھر پر پڑھے ہوں لیکن میری والدہ صاحبہ کہتی تھیں کہ جس دن عصر کے وقت دل کی حرکت بند ہو جانے سے میرے والد صاحب کی وفات ہوئی صرف اس دن ظہر کی نماز والدہ صاحبہ کے اصرار پر انہوں نے گھر پر پڑھی۔

(رفقائے احمد جلد اول ص201)

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر فرماتے ہیں۔

حضرت ملک غلام فرید صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور کی روح رواں تھے۔ نمازوں کی پابندی کرواتے تھے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ صبح کی نماز میں کوئی طالب علم اگر نہیں اٹھا تو چارپائی اوپر اور سونے والا نیچے.. پھر اگلے دن پاؤں کی آہٹ پاتے ہی ایسا خوابیدہ ہڑبڑا کر اٹھتا اور وضو کے لئے لوٹا تلاش کرتا نظر آتا۔

(الفضل 6 جنوری 68ء)

صرف ایک نماز

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی فرماتے تھے مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں باجماعت نہیں پڑھ سکا وہ بھی بیت الذکر سے ضروری حاجت کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔ آپ نماز خوب لمبی پڑھتے اور بچوں سے فرماتے معلوم نہیں تم اتنی جلدی کس طرح نماز پڑھ لیتے ہو۔

(رفقائے احمد جلد اول ص196)

جب سے ہوش سنبھالا

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی کا اکثر وقت عبادت میں گزرتا بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا کمزوری ایمان سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے کوشش یہی کی ہے کہ نماز باجماعت ادا کروں اور سوائے بیماری اور سفر کے میں نے کبھی بغیر جماعت کے نماز ادا نہیں کی۔

(الفضل 6 ستمبر 57ء)

پاک تبدیلی

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی میں بیعت کے بعد جو پاک تبدیلی پیدا ہوئی وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

کہ بیعت سے پہلے ایک دفعہ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ غلام قادر نماز پڑھا کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو نماز پڑھ کر کیا مل گیا جو مجھے تلقین کرتے ہو۔ آپ نے بھی دل میں خیال کیا کہ بھائی سچ کہتا ہے مجھے بھی کچھ نہیں ملا اس لئے چپ ہو رہے بلکہ بعد میں نماز خود بھی ترک کر دی۔

جب آپ نے بیعت کر لی تو کچھ عرصہ بعد پھر کہا بھائی غلام قادر نماز پڑھا کرو انہوں نے جواب دیا کہ اب پڑھا کروں گا کیونکہ اب میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو کچھ مل گیا ہے۔

بالآخر حضرت منشی صاحب کے پاک انقلاب

سے متاثر ہو کر آپ کے بھائی نے بھی بیعت کر لی اور نہ صرف نمازیں بلکہ تہجد بھی پڑھنے لگے۔

(رفقائے احمد جلد اول 181 ص 204)

پاک محبت

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کو بیعت کی توفیق فروری 1892ء میں ملی آپ اس کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

قبول احمدیت سے قبل مجھے نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہ تھی۔ حضور جب 1892ء میں لاہور تشریف لائے تو حضور کو پہلی دفعہ دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ وہاں ایک دن حضور کی قیام گاہ پر پہنچا تو دو رکعت نماز ادا کی جس میں ایسا خشوع و خضوع اور حضور قلب میسر آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ طبیعت میں بے حد رقت تھی اور آنکھوں میں آنسو۔ اور دل بیعت کرنے کے لئے تڑپنے لگا اور حضور سے بیعت قبول کرنے کی درخواست کی جو حضور نے قبول فرمائی۔ پھر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی محبت میں رہنے کا موقع ملا جس نے مجھ پر انقلابی اثر ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر میرے والد صاحب حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب پر گہرا اثر پڑا۔ انہوں نے ایک دوست سے ذکر کیا کہ

میں گھنٹوں سوچ میں پڑا رہتا تھا کہ میں نے بچوں پر اتنا روپیہ صرف کیا اور تعلیم دلائی مگر ان کی دینی حالت مایوس کن ہے نماز اور قرآن سے کوئی رغبت نہیں۔ مگر جب میرے بچے (مرزا ایوب بیگ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب) 1892ء اور 1893ء کی تعطیلات میں گھر آئے تو ان میں عجیب تغیر دیکھا کہ نماز سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ دین سے بے رغبتی کافور ہو گئی ہے اور نماز پنجگانہ کا سلسلہ جاری ہو گیا اور دوسرے طلباء کا جو وقت کھیل کود میں صرف ہوتا تھا یہ نماز اور قرآن خوانی میں صرف کرتے ہیں۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے جب اصل حالات کا جائزہ لیا کہ یہ سب تبدیلی حضرت مسیح موعود کی وجہ سے ہے تو انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 77، 78)

چلنے میں مشکل

حضرت میر ناصر نواب صاحب نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ آخری عمر میں جبکہ چلنا بھی مشکل ہو گیا تھا نماز باجماعت پڑھتے تھے اور اس میں ناغہ نہ کرتے تھے۔

(حیات ناصر ص 24 از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سلیم پریس لاہور دسمبر 27ء)

اصرار سے روکا

حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کا دل گویا ہر وقت بیت الذکر میں اٹکا رہتا تھا۔ آخری ایام میں جبکہ ڈاکٹروں نے انہیں چلنے پھرنے سے منع کر دیا تھا وہ پھر بھی داؤ لگا کر بیت الذکر میں پہنچ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہیں بزرگوں نے اصرار کے ساتھ روکا کہ نفس کا بھی انسان پر حق ہوتا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 580)

رونق

رفقاء پنج وقتہ نمازوں میں اتنے باقاعدہ تھے کہ اپنی قریب ترین بیوت الذکر کی رونق کہلاتے تھے مثلاً محلہ دارالفضل قادیان کی رونق ایک زمانہ میں حضرت ملک مولا بخش صاحب حضرت مولوی غلام حسین صاحب، حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب سے تھی۔ یہ سب نماز کے انتہائی پابند تھے۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 166)

کیا وجہ ہے؟

حضرت منشی امام الدین صاحب ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتے پہلی صف میں امام کے قریب بیٹھا کرتے اور اس قدر باقاعدگی کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے کہ اگر کسی نماز میں بوجہ مجبوری نہ آسکتے تو تمام دوست پوچھنے لگتے کہ آج منشی صاحب نہیں آئے کیا وجہ ہے؟

(رفقائے احمد جلد اول ص 103)

پیدل چل کر

حضرت میاں امام دین صاحب پٹواری اور ان کی بیوی دونوں کا طریق تھا کہ جمعہ کی خاطر بلاناغہ قلعہ روشن سنگھ ضلع گورداسپور سے قادیان پہنچتے جو بٹالہ سے چار میل آگے ہے۔ جمعہ کو صبح پیدل چل کر قادیان آتے اور جمعہ کے بعد پیدل واپس جاتے سخت سردی یا گرمی کی کوئی پروانہ کرتے۔ قادیان ہجرت کر کے آنے تک دونوں کا یہی طریق رہا۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 103)

قادیان میں

حضرت منشی زین العابدین صاحب جمعہ اور عیدین قادیان میں ادا کرتے تھے۔ سردی ہو گرمی ہو بارش یا آندھی آپ کے اس معمول میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

(رفقائے احمد جلد 13 ص 102 ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1967ء)

حضرت شیخ برکت علی صاحب اور ان کی اہلیہ حضرت اللہ رکھی صاحبہ بالعموم اپنے گاؤں نواں پنڈ سے آکر جمعہ کی نماز قادیان پڑھتے تھے۔

(رفقائے احمد جلد 13 ص 91 ملک صلاح الدین احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1967ء)

حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد کتنا حقیقت انگیز ہے:

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت کے بعد معاً ایک پاک تبدیلی اپنے چال چلن میں دکھلاتے ہیں۔ وہ نماز کے پابند ہوتے ہیں اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 601)

محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ

بنت حضرت مصلح موعود رحلت فرما گئیں

محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب 18 جولائی 2001ء کو وفات پا گئیں۔ (یقیناً ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی، حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی اور ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمشیرہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ انتہائی عبادت گزار، مخلص، دیندار، غریبوں کی ہمدرد، بہت دعا گو اور صاحبِ رؤیا و کشوف بزرگ تھیں۔ انتہائی سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔

آپ کی وفات ہم سب کیلئے عظیم صدمہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

ادارہ اس سانحہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، دیگر افرادِ خاندان، مرحومہ کے خاوند محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مرحومہ نے جو اپنے پیچھے دعاؤں کا خزانہ چھوڑا ہے ان سب دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے اور سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

☆☆☆

اسلامی پردہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات

(مرسلہ: مکرمہ نعماء بشریٰ صاحبہ۔ ربوہ)

ڈلہوزی 29 جون 1928ء۔ نماز جمعہ کے بعد شیخ عبدالغفور میڈیکل سٹوڈنٹ نے پوچھا۔ اسلامی پردہ کی کیا حدود ہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

زیادہ سے زیادہ پردہ تو یہ ہے کہ منہ سوائے آنکھوں کے اور وہ لباس جو جسم کے ساتھ چسپاں ہو چھپایا جائے۔ باقی اِلَّا مَا ظَهَرَ کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصہ ننگا کرنا پڑے کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک زمیندار عورت منہ پر نقاب ڈال کو گوڈی وغیرہ زمینداری کا کام نہیں کرسکتی اس کے لئے جائز ہے کہ ہاتھ اور منہ ننگے رکھے تا کہ کام کرسکے لیکن جن عورتوں کو اس قسم کے کام نہ کرنے ہوں بلکہ یوں سیر کے لئے باہر نکلنا ہو ان کے لئے یہی چاہیئے کہ منہ کو ڈھانکیں۔

آج کل پردہ کے متعلق جس طریق پر بحث کی جاری ہے۔ وہ درست نہیں۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ قرآن کریم کی وہ آیت جس میں پردہ کا حکم ہے اسے اور معنے پہنائے جائیں۔ اگر چہ اس آیت سے وہ بات نہیں نکلتی جو نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر دیکھنا یہ چاہیئے کہ رسول کریم ﷺ نے اس کے کیا معنے سمجھے اور پھر صحابہؓ نے کیا سمجھے اور اس پر کس طرح عمل کیا۔

اس کے متعلق جب دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت منہ پردہ میں شامل تھا۔ صاف طور پر دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے نواسہ کے لئے شادی کی تجویز کی تو ایک عورت کو بھیجا کہ وہ جا کر دیکھ آئے لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ اگر اس وقت چہرہ چھپایا نہ جاتا تو پھر عورت کو بھیج کر رنگ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ ایک دفعہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کی ایک بیوی آپؐ کے پاس آئیں۔ شام کا وقت ہوگیا آپؐ انہیں گھر پہنچانے کے لئے ساتھ جارہے تھے کہ راستہ میں دو آدمی ملے۔ غالباً منافق ہوں گے آپؐ نے خیال کیا ان کے دل میں کوئی بدظنی نہ پیدا ہو آپؐ نے اپنی بیوی کے منہ سے پردہ ہٹا کر کہا یہ میری بیوی ہے جو میرے ساتھ ہے۔ اگر منہ کھلا رکھا جاتا تھا تو پھر رسول کریم ﷺ کو اس طرح اپنی بیوی کا چہرہ دکھانے کی کیا ضرورت ہوسکتی تھی۔

اسی طرح ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میں فلاں لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں مگر معلوم نہیں وہ کیسی ہے۔ آپؐ نے فرمایا دیکھنا جائز ہے تم دیکھ سکتے ہو اس شخص نے اس لڑکی کے باپ سے آکر یہ بات کہی تو اس نے کہا میں اپنی لڑکی دکھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ باتیں لڑکی بھی سن رہی تھی اس نے کہا جب رسول کریم ﷺ نے جائز قرار دیا ہے تو کیوں روکا جاتا ہے۔ اگر لڑکی کھلے منہ پھرتی تو اوّل رسول کریمؐ سے اور پھر لڑکی کے باپ سے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

اس قسم کے بہت سے واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ کھلے منہ عورتیں نہ پھرتی تھیں۔ ہاں کام کے لئے باہر نکلتی تھیں۔ مردوں سے باتیں کرتی تھیں۔ جنگوں میں شامل ہوتی تھی۔

(از الفضل 4 جولائی 1928ء)

پردہ کی اہمیت اور انصار اللہ کے فرائض

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مورخہ 28 اکتوبر 1960ء کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں دوران خطاب دیگر امور کے علاوہ پردہ کی پابندی کرانے کے بارہ میں جو نصائح فرمائیں وہ قارئین کے استفادہ کیلئے تحریر ہیں۔

مختلف مقامات میں قیام اور بعض دفعہ سنا ہے کہ احمدیوں کا ایک طبقہ دوسرے (لوگوں) کی دیکھا دیکھی پردہ کے بارہ میں کمزوری دکھا رہا ہے۔ یہ ایک خطرناک رجحان ہے جس کی طرف جماعت کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ''دین کو زندہ اور شریعت کو قائم کرنے والا'' بنا کر بھیجا ہے پھر اگر احمدی نوجوان اس معاملہ میں کمزوری دکھائیں اور احکام شرعی کو پس پشت ڈالیں تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ نوجوانوں کی باگ ڈور زیادہ تر انصار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں بچوں کو بار بار سمجھانا چاہئے اور جس طرح ایک چوکس چرواہا اپنی بھیڑوں کو گھیر گھیر کر احاطہ کے اندر رکھتا ہے اسی طرح بڑوں کا فرض ہے کہ نوجوانوں کو سمجھانے' نصیحت کرنے اور غیرت دلانے سے (دینی) پردہ کی حدود پر قائم رکھیں۔ ان کی اس فیشن پرستی سے جماعت بدنام ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور تنظیم پر حرف آتا ہے۔ اور اس گناہ کی ذمہ داری انصار پر ہے۔ (دین) ہرگز یہ نہیں کہتا کہ عورتوں کو گھروں کے اندر قید رکھو وہ جائز ضرورت کیلئے باہر نکل سکتی ہیں اور تمام جائز کاموں میں حصہ لے سکتی ہیں۔ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ نوکری کر سکتی ہیں۔ سیر وسیاحت کر سکتی ہیں۔ مگر ہر حال میں پردہ کی حدود قائم رہنی ضروری ہیں۔

پردہ کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جس طرح ہر چیز کا ایک جسم ہوتا ہے اور ایک روح ہوتی ہے اسی طرح پردہ کا جسم یہ ہے کہ قدرتی اور مصنوعی زینت کو قریبی رشتہ داروں کے سوا کسی غیر مرد پر ظاہر نہ ہونے دیا جائے اور پردہ کی روح غضِ بصر ہے یعنی غیر مردوں کے سامنے آنکھوں کو نیچا اور نیم خوابیدہ رکھنا' پس ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ بعض لوگ الا ما ظھر منھا کی غلط تشریح کرتے ہوئے خیال کرتے ہیں کہ عورت کا چہرہ پردہ میں شامل نہیں۔ مگر یہ صریح غلطی ہے۔ جس کی کسی آیت یا حدیث میں سند نہیں ملتی۔ عقلاً بھی یہ ظاہر ہے کہ اگر چہرے کا پردہ نہیں تو پھر پردہ کس چیز کا نام ہے؟ البتہ چہرے کا وہ حصہ جو راستہ دیکھنے کیلئے ضروری ہے یعنی آنکھ اور سانس لینے کیلئے ناک حسب ضرورت کھلا رکھا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر عورت اپنا سر اور ماتھا اوپر کی طرف سے اور اپنے ہونٹ ٹھوڑی اور چہرے کا ملحقہ حصہ نیچے کی طرف سے ڈھانک کر رکھے تو عام حالات میں چہرے کا اسی قدر پردہ کافی ہے۔ اسی طرح چہرے کا وہ حصہ جو صحت اور حفاظت کے لحاظ سے کھلا رہنا ضروری ہے کھلا رہتا ہے اور پردہ بھی ہو جاتا ہے۔ اسی قسم کا پردہ صحیح طور پر کیا جائے تو عورت پہچانی نہیں جا سکتی اور پردہ کی غرض وغائیت قائم رہتی ہے۔

اگر صحت اور حفاظت کے پہلو کو واجبی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے چہرے کا زیادہ حصہ پردہ میں رہ سکے تو یہ بہتر ہوگا۔ کیونکہ چہرہ بہر حال زینت کا بہترین حصہ ہے۔ امید ہے انصار اپنے نوجوان عزیزوں میں صحیح (دینی) پردہ رائج کرنے اور انہیں پردہ پر قائم رہنے کی پوری کوشش کریں گے تاکہ ہماری جماعت دوسرے مسلمانوں کی خلاف شریعت رَو میں بہنے سے بچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انصار اللہ کو صحیح معنوں میں انصار اللہ بنائے۔ وہ دین کے سچے خادم اور جماعت کے مخلص اور فدائی کارکن بن کر رہیں اور ان کی نسلیں بھی دین کی خادم بنیں اور جماعت کا قدم ترقی کی طرف اٹھتا چلا جائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

(مرسلہ: بشارت احمد چیمہ صاحب)

☆☆☆

چرچ کی روایتی عیسائیت اور سکالرز کی عیسائیت

ایک سوال کا جواب

(سید میر محمود احمد ناصر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

کینیڈا کے اطالوی الاصل سکالر نے کچھ عرصہ ہوا تقریر کرتے ہوئے یہ سوال اٹھایا کہ احمدیت کا عیسائیت پر حملہ تمام تر اس عیسائیت پر مرکوز ہے جو چرچ کی روایتی عیسائیت ہے اور سکالرز کی عیسائیت پر یہ حملہ مفقود ہے۔ سوال جواب کے حصہ میں جامعہ کے اساتذہ کی طرف سے اس کا مؤثر جواب دیا گیا اور اس سکالر نے اپنی خاموشی سے اپنی غلطی کا اقرار کیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کاسر الصلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب و ملفوظات میں موجودہ زمانہ کے ہر قسم کے غلط عیسائی نظریات کا نہایت مؤثر ردّ موجود ہے۔ ہاں احمدی مبلغین اس لئے بالعموم اپنی تقاریر و تحریرات میں روایتی عیسائیت کا ردّ بیان کرتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے غالب اکثریت کے عیسائی بالخصوص ایشیا اور افریقہ اور جنوبی امریکہ میں چرچ کی روایتی عیسائیت کو مانتے ہیں اور یہی حال امریکہ کے اس حصہ کے عیسائیوں کا ہے جو امریکہ میں بائبل بیلٹ کے نام سے معروف ہے۔ طبیب لازماً اس بیماری کی طرف زیادہ توجہ کرتا ہے جو وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہو اور اس بیماری کی طرف کم توجہ کرتا ہے جو چند متفرق مقامات پر پھیلے ہوئے افراد کو ہو۔

ہمارا سوال ان سکالرز سے یہ ہے کہ آپ کی عیسائیت جو چرچ کی روایتی عیسائیت سے مختلف ہے کیا حضرت مسیح ناصری کے اقوال پر مبنی ہے یا آپ کے اپنے عقلی نظریات پر۔ اگر آپ کی عیسائیت چرچ کی روایتی عیسائیت کو چھوڑ کر حضرت مسیح کے اقوال پر اور ان کے صحیح معنوں پر مبنی ہے تو احمدیت کو آپ پر حملہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ احمدیت حضرت مسیح ناصری کو خدا کا سچا نبی مانتی ہے۔ اور اگر آپ کی عیسائیت حضرت مسیحؑ کے اقوال پر مبنی نہیں بلکہ آپ کے اپنے عقلی نظریات پر مبنی ہے تو یہ تو احمدیت کی کھلی کھلی فتح ہے کہ آپ حضرت مسیح کی طرف منسوب روایتی اقوال کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

کینیڈا کے مذکورہ بالا سکالر سے یہ بھی پوچھا گیا کہ کیا آپ سکالرز کی عیسائیت، چرچ کی روایتی عیسائیت کو چھوڑ کر روایتی عیسائیت کے مقابلہ میں احمدیت سے دور جا رہی ہے یا قریب تر آ رہی ہے۔ تو انہوں نے بے ساختہ اقرار کیا کہ چرچ کی روایتی عیسائیت کے مقابلہ میں سکالرز کی عیسائیت احمدیت سے بہت قریب ہے۔ ان کو بتایا گیا کہ یہ تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس ارشاد کے بالکل مطابق ہے کہ ؎

آ رہا ہے اس طرح احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

کیا احمدیت کے لئے یہ مناسب ہے کہ اس دشمن پر وہ زیادہ زور دار حملہ کرے جو احمدیت کا زیادہ دشمن اور تعداد میں زیادہ ہے یا اس اقلیت کی طرف زیادہ توجہ کرے جو احمدیت کے قدم بہ قدم قریب آ رہی ہے۔

احمدیت نے گزشتہ سو سالوں میں بنیادی طور پر عیسائیت کے چھ اصولوں پر عقلی اور نقلی اور روحانی دلائل کے ساتھ زبردست حملہ کیا ہے۔

(۱)...... عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت ہو گئے۔ احمدیت نے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔

(۲)...... عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بیک وقت خدا بھی تھے اور انسان بھی۔ احمدیت نے ثابت کیا ہے کہ یہ گورکھ دھندہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہے۔

(۳)...... روایتی عیسائی عقیدہ ہے کہ تثلیث کا عقیدہ درست ہے یعنی باپ بیٹا اور روح القدس الگ الگ ہیں، حقیقی امتیاز رکھتے ہیں۔ تینوں الگ الگ خدا ہیں مگر پھر بھی خدا ایک ہے۔ احمدیت نے ثابت کیا ہے کہ یہ عقیدہ عقلاً بھی غلط ہے اور بائبل کے قطعی طور پر خلاف ہے۔

(۴)...... عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا مشن عالمگیر اور دائمی تھا۔ احمدیت نے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح کا مشن محدود الوقت والقوم تھا۔ آپ صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔

(۵)...... روایتی عیسائی عقیدہ ہے کہ پرانا اور نیا عہد نامہ لفظاً و معناً الٰہی کلام ہے۔ احمدیت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دونوں انسانی تحریرات ہیں۔

(۶)...... عیسائی عقیدہ ہے کہ مسیح کی آمد ثانی مادّی اور ظاہری طور پر ہو گی اور حضرت مسیح آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے۔ احمدیت نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی سے مراد ان کے ایک مثیل کی آمد ہے۔

اب ان (نام نہاد) سکالرز سے ہمارا سوال ہے کہ آپ کی عیسائیت چرچ کی روایتی عیسائیت سے مندرجہ بالا چھ عقائد میں اتفاق رکھتی ہے یا نہیں۔ اگر اتفاق رکھتی ہے تو یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ احمدیت کا سروکار صرف چرچ کی روایتی عیسائیت سے ہے۔ ماننا پڑے گا کہ احمدیت کی یلغار سکالرز کی عیسائیت پر بھی اسی طرح ہے۔

لیکن اگر سکالرز کی عیسائیت ان روایتی عقائد سے توبہ کر چکی ہے اور بقول آپ کے احمدیت کے نقطۂ نظر کے قریب آ رہی ہے تو بسم اللہ۔ آیئے آپ نے ایک قدم صداقت کی طرف اٹھایا ہے اب دوسرا قدم بھی اٹھایئے۔